بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 73

شمارہ 30

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

ایڈیٹر
منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 850 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا
80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

www.akhbarbadr.in

18 محرّم 1445-46 ہجری قمری • 25/وفا 1403 ہجری شمسی • 25 جولائی 2024ء

ارشاد باری تعالیٰ

وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّہَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیۡلِ ؕ اِنَّ الۡحَسَنٰتِ یُذۡہِبۡنَ السَّیِّاٰتِ ؕ ذٰلِکَ ذِکۡرٰی لِلذّٰکِرِیۡنَ ﴿۱۱۴﴾

(سورہ ہود، آیت 115)

ترجمہ: اور دن کے دونوں کناروں پر نماز کو قائم کر اور رات کے کچھ ٹکڑوں میں بھی۔ یقیناً نیکیاں بدیوں کو دُور کر دیتی ہیں۔ یہ نصیحت کرنے والوں کے لئے ایک بہت بڑی نصیحت ہے۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 19/جولائی 2024 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 16 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، درازئ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

مجھے ایک سماوی آدمی مانو، پھر سارے جھگڑے اور تمام نزاعیں جو مسلمانوں میں پڑی ہوئی ہیں، ایک دم میں طے ہوسکتی ہیں میرے پاس آؤ، میری سنو تا کہ تمہیں حق نظر آوے، سچی توبہ کرکے مومن بن جاؤ، جس امام کے تم منتظر ہو وہ میں ہوں، اسکا ثبوت مجھ سے لو

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

میری حیثیت ایک معمولی مولوی کی حیثیت نہیں ہے۔ بلکہ میری حیثیت سنن انبیاء کی سی حیثیت ہے۔ مجھے ایک سماوی آدمی مانو۔ پھر یہ سارے جھگڑے اور تمام نزاعیں جو مسلمانوں میں پڑی ہوئی ہیں، ایک دم میں طے ہوسکتی ہیں۔ جو خدا کی طرف سے مامور ہو کر حَکَم بن کر آیا ہے۔ جو معنی قرآن شریف کے وہ کرے گا وہی صحیح ہوں گے اور جس حدیث کو وہ صحیح قرار دے گا وہی صحیح حدیث ہوگی۔ ورنہ شیعہ سنی کے جھگڑے آج تک دیکھو کب طے ہونے میں آتے ہیں...... مَیں کہتا ہوں کہ جب تک یہ اپنا طریق چھوڑ کر مجھ میں ہو کر نہیں دیکھتے یہ حق پر ہرگز نہیں پہنچ سکتے۔ اگر ان لوگوں کو اور یقین نہیں تو اتنا تو ہونا چاہیے کہ آخر مرنا ہے اور مرنے کے بعد گند سے تو کبھی نجات نہیں ہوسکتی۔ سبّ و شتم جب ایک شریف آدمی کے نزدیک پسندیدہ چیز نہیں ہے تو پھر خدائے قدوس کے حضور عبادت کب ہوسکتی ہے؟ اس لئے تو میں کہتا ہوں کہ میرے پاس آؤ، میری سنو تا کہ تمہیں حق نظر آوے۔ میں تو سارا ہی چولا اتارنا چاہتا ہوں۔ سچی توبہ کرکے مومن بن جاؤ۔ پھر جس امام کے تم منتظر ہو، میں کہتا ہوں وہ میں ہوں۔ اس کا ثبوت مجھ سے لو۔ اس لئے میں نے اس خلیفہ بلافصل کے سوال کو عزت کی نظر سے نہیں دیکھا۔ میں ایسے گندے سوال کو کیا کروں۔ انہیں گندوں کو نکالنے کے واسطے تو خدا نے مجھے بھیجا ہے۔

دیکھو! سُنّی اُن کی حدیثوں کو لغو ٹھہراتے ہیں۔ یہ اپنی حدیثوں کو مرفوع متّصل اور آئمہ سے مروی قرار دیتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں یہ سب جھگڑے فضول ہیں۔ اب مردہ باتوں کو چھوڑو اور ایک زندہ امام کو شناخت کرو کہ تمہیں زندگی کی روح ملے۔ اگر تمہیں خدا کی تلاش ہے تو اس کو ڈھونڈو جو خدا کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہے۔ اگر کوئی شخص خبث کو نہیں چھوڑتا تو کیا ہم اندھے ہیں؟ منافق کے دل کی بدبو نہیں سونگھتے؟ ہم انسان کو فوراً تاڑ جاتے ہیں کہ اس کی بات اس بناء پر ہے۔ پس یاد رکھو! خدا نے یہی راہ پسند کی ہے جو میں بتاتا ہوں اور یہ اقرب راہ اُسی نے نکالی ہے۔ دیکھو جو ریل جیسی آرام دہ سواری کو چھوڑ کر ایک لنگڑے مریل ٹٹو پر سوار ہوتا ہے، وہ منزل پر نہیں پہنچ سکتا۔ افسوس! یہ لوگ خدا کی باتوں کو چھوڑ کر زید، بکر کی باتوں پر مرتے ہیں۔ ان سے پوچھو کہ وہ حدیثیں کس نے دی ہیں؟

میں تو بار بار یہی کہتا ہوں کہ ہمارا طریق تو یہ ہے کہ نئے سرے سے مسلمان بنو۔ پھر اللہ تعالیٰ اصل حقیقت خود کھول دے گا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اگر وہ امام جن کے ساتھ یہ اس قدر محبت کا غُلو کرتے ہیں زندہ ہوں تو اُن سے سخت بیزاری ظاہر کریں۔

جب ہم ایسے لوگوں سے اعراض کرتے ہیں تو پھر کہتے ہیں کہ ہم نے ایسا اعتراض کیا، جس کا جواب نہ آیا اور پھر بعض اوقات اشتہار دیتے پھرتے ہیں۔ مگر ہم ایسی باتوں کی کیا پرواہ کر سکتے ہیں۔ ہم کو تو وہ کرنا ہے جو ہمارا کام ہے۔

اس لئے یاد رکھو کہ پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو۔ اب نئی خلافت لو۔ ایک زندہ علی تم میں موجود ہے اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی کی تلاش کرتے ہو۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 25، ایڈیشن 2018، قادیان)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اگر کوئی ہبہ کا وعدہ کرے پھر ہبہ کی تکمیل سے پہلے فوت ہوجائے

(2598) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے تھے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اگر بحرین کا مال آیا تو میں تمہیں اس طرح دوں گا۔ تین بار فرمایا۔ تو وہ مال اس وقت آیا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے تھے اور حضرت ابوبکرؓ نے ایک مُنادی کو حکم دیا تو اس نے مُنادی کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذمہ جس کا کوئی وعدہ یا قرضہ ہو تو چاہیے کہ وہ ہمارے پاس آئے۔ چنانچہ میں ان کے پاس گیا اور میں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے یہ وعدہ کیا تھا تو حضرت ابوبکرؓ نے مجھے تین لپ بھر دیئے۔

داہنی طرف والے کی اہمیت

(2602) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پینے کی کوئی شئے لائی گئی۔ آپؐ نے پی۔ آپؐ کے داہنی طرف ایک لڑکا تھا اور آپؐ کے بائیں طرف بڑی عمر والے تھے۔ آپؐ نے لڑکے سے پوچھا: تم مجھے اجازت دو کہ میں انہیں دیدوں۔ تو اس نے کہا: یا رسول اللہ! آپؐ سے جو حصہ مجھے ملا ہے میں تو اپنے سوا کسی کو نہ دوں گا۔ اس پر آپؐ نے اس کے ہاتھ میں پیالہ دے دیا۔ (بخاری کتاب الہبہ)

......☆......☆......

جھوٹ روحانیت کو تباہ کر دینے والا مرض ہے

جھوٹ بولنے والا دوسروں کو دھوکا دینے کی کوشش کرتا ہے اور دھوکا ایک ایسی چیز ہے جس سے لوگوں کو نقصان پہنچتا ہے اس عیب کو مٹانا ہر سچّے اور مخلص مسلمان کا فرض ہے، وہ قوم جس کے اندر جھوٹ پایا جاتا ہو کبھی کامیاب نہیں ہوسکتی

سورۃ الحج آیت 32 ”فَاجۡتَنِبُوا الرِّجۡسَ مِنَ الۡاَوۡثَانِ وَاجۡتَنِبُوۡا قَوۡلَ الزُّوۡرِ“ کی تفسیر میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

پھر فرماتا ہے کہ ہم تمہیں دوسری نصیحت یہ کرتے ہیں کہ تم جھوٹ سے بچو کیونکہ یہ بھی روحانیت کو تباہ کر دینے والا مرض ہے۔ اور پھر مشرک اپنی ذات میں سب سے بڑا جھوٹا ہے کیونکہ جو طاقتیں خدا تعالیٰ نے کسی کو نہیں دیں اُن کے متعلق ایک مشرک کہتا ہے کہ فلاں فلاں چیزیں ہیں اور اس طرح جھوٹ کی نجاست پر مُنہ مارتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انبیاء کی جماعتوں کی علامتوں میں سے ایک بڑی بھاری علامت راستبازی ہوتی ہے اور یہ علامت ایسی ہے جو اپنی ذات میں بہت بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ مگر افسوس ہے کہ دنیا میں بہت سے لوگ راستبازی کی قدر و قیمت کو نہیں سمجھتے۔ خصوصیت کے ساتھ اس زمانہ میں یہ مرض زیادہ پایا جاتا ہے کیونکہ یہ زمانہ مداہنت اور نفاق کا زمانہ ہے اور تہذیب کے معنے آجکل یہ سمجھے جاتے ہیں کہ بات کرنیوالا دوسرے کے خیالات کا اس حد تک خیال رکھے کہ اگر اُسے سچائی بھی چھپانی پڑے تو اس سے دریغ نہ کرے۔ مگر زمانہ کی رَو کے باوجود ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ اس بدی کا پورے زور سے مقابلہ کرے اور اُسے کچلنے کیلئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے کیونکہ جھوٹ بولنے والا دوسروں کو دھوکا دینے کی کوشش کرتا ہے اور دھوکا ایک ایسی چیز ہے جس سے لوگوں کو نقصان پہنچتا ہے۔ پس جھوٹ بولنے والا صرف اخلاقی مجرم ہی نہیں بلکہ بنی نوع انسان کا دشمن اور انہیں تباہ کرنے والا بھی ہے اور اس عیب کو مٹانا ہر سچّے اور مخلص مسلمان کا فرض ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منافق کی علامات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس کی ایک علامت یہ ہے کہ جب وہ بولتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور منافق کے متعلق قرآن کریم میں اللہ

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں

اس شمارہ میں

- خطبہ جمعہ فرمودہ حضور انور 05/جولائی 2024 (مکمل متن)
- سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (از سیرت خاتم النّبیین)
- حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے بصیرت افروز جوابات
- سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)
- خدام الاحمدیہ آسٹریلیا کی حضور انور سے آن لائن ملاقات
- جنازہ حاضر و غائب، وصایا، پیغام
- خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بطرز سوال و جواب
- خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

- جنت کے کل درجات کی کسی معین تعداد کا ذکر قرآن کریم میں مذکور نہیں البتہ بعض احادیث میں مختلف نیکیاں بجالانے والوں کے لیے جنت میں موجود درجات کی تعداد کا ذکر آیا ہے☆
- احادیث سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کے لیے جنت میں ان کی نیکیوں کے اعتبار سے مختلف درجات اور مقام تیار کر رکھے ہیں، جن کی تعداد اور مراتب لامتناہی ہیں☆
- دوزخ کے سات دروازوں سے یہ مراد ہے کہ اس کے کثرت سے دروازے ہوں گے جس کے جس قسم کے گناہ ہوں گے ویسے ہی دروازے سے وہ جہنم میں داخل ہوگا جنت کے بھی مختلف نیکیوں کے الگ الگ دروازے ہوں گے اور ہر شخص اپنی مناسب حال نیکی کے راستہ سے جنت میں داخل ہوگا☆

- قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں کہیں پر بھی عورتوں کے ختنہ کا حکم نہیں دیا گیا جبکہ لڑکوں کے ختنہ کو فطرت کا حصہ قرار دیا گیا ہے☆
- جن دو تین احادیث میں عورتوں کے ختنہ کا ذکر آیا ہے، ان کے راویوں پر علماء حدیث نے تنقید کرتے ہوئے بعض راویوں کو مجہول اور مدلس کہا ہے اور ان احادیث کو ضعیف اور منقطع قرار دیا ہے☆
- اسلام کی بعثت سے قبل عرب میں بعض قبائل میں عورتوں کے ختنہ کا رواج تھا جیسا کہ اِس زمانہ میں بھی افریقہ کے بعض علاقوں میں اس کا رواج ہے لیکن شریعت اسلام نے کہیں عورتوں کے ختنہ کا حکم نہیں دیا☆
- حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے عہد مبارک میں عورتوں کے ختنہ کا رواج بالکل نہیں تھا اگر کسی علاقہ میں اس کا رواج تھا تو وہ صرف ایک علاقائی رواج تھا، اسلام کی تعلیم کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں تھا☆

ایک احمدی کو ایسا پیشہ اختیار کرنا چاہیے جو مشتبہ امور سے پاک ہو☆

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حلال اور حرام واضح ہیں اور ان دونوں کے درمیان بعض چیزیں مشتبہ ہیں جن کو بہت سے لوگ نہیں جانتے پس جو کوئی مشتبہ چیزوں سے بھی بچ گیا اس نے اپنے دین اور عزت کو بچا لیا☆

میوزک کا پیشہ اختیار کرنا بھی میرے نزدیک مشتبہ امور میں شامل ہے، اس لیے بہتر ہے کہ اس سے بچا جائے☆

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے سوالات کے بصیرت افروز جوابات

نوٹ: سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف وقتوں میں اپنے مکتوبات اور ایم ٹی اے کے مختلف پروگراموں میں اہم مسائل کے بارہ میں جو ارشادات مبارکہ فرماتے ہیں، ان میں سے کچھ قارئین کے افادہ کیلئے الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کیے جارہے ہیں۔ (ادارہ)

(قسط 72)

سوال: ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں تحریر کیا کہ بعض غیر جماعتی تفاسیر میں جنت کے سات درجات اور ان کے ناموں کا ذکر کیا گیا ہے، اگرچہ احادیث میں مجھے یہ نام کہیں نہیں ملے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا ہم احمدی ان ناموں پر یقین رکھتے ہیں اور کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا آپ کے خلفاء نے اس بارے میں کچھ راہنمائی فرمائی ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 8 دسمبر 2022ء میں اس سوال کے جواب میں درج ذیل ارشادات فرمائے۔ حضور نے فرمایا:

جواب: آپ نے اپنے خط میں قرآن کریم کی آیات کے حوالہ سے جو مختلف نام لکھے ہیں وہ اخروی زندگی کے مختلف مقامات اور درجات ہیں۔ لیکن جنت کے کل درجات کی کسی معین تعداد کا ذکر قرآن کریم میں مذکور نہیں۔ البتہ بعض احادیث میں مختلف نیکیاں بجالانے والوں کے لیے جنت میں موجود درجات کی تعداد کا ذکر آیا ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لیے جنت میں سو درجے تیار کر رکھے ہیں، جن میں سے ہر دو درجات کے مابین اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین و آسمان کے درمیان فاصلہ ہوتا ہے۔

(بخاری کتاب الجہاد و السیر بَاب دَرَجَاتِ الْمُجَاهِدِيْنَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ)

اسی طرح سنن ابی داؤد میں مروی ہے کہ حفظ قرآن کی اہمیت بیان کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز حافظ قرآن سے کہا جائے گا کہ قرآن کریم پڑھتے جاؤ اور بلندی کی طرف چڑھتے جاؤ اور جس طرح تم دنیا میں قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے اس طرح ترتیل کے ساتھ تلاوت کرو اور جہاں تم آخری آیت پڑھو گے وہی تمہاری منزل اور مقام ہوگا۔

(سنن ابی داؤد کتاب الصلاۃ بَاب اسْتِحْبَابِ التَّرْتِيْلِ فِي الْقِرَاءَةِ)

ان احادیث سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کے لیے جنت میں ان کی نیکیوں کے اعتبار سے مختلف درجات اور مقام تیار کر رکھے ہیں، جن کی تعداد اور مراتب لامتناہی ہیں، اسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان درجات کی کثرت کی طرف اشارہ کرنے کے لیے انہیں سو کے عدد سے بیان فرمایا ہے۔

جنت کے ان مقامات کے ذکر کے علاوہ احادیث میں جنت کے بعض دروازوں کا ذکر بھی ملتا ہے، جنہیں کسی نہ کسی نیکی کے ساتھ خاص کیا گیا ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ کے راستے میں دو چیزیں خرچ کرتا ہے اسے فرشتے جنت کے دروازوں سے بلائیں گے کہ اے اللہ کے بندے! یہ بھی نیکی ہے۔ پس جو شخص نمازی ہوگا اسے نماز کے دروازہ سے بلایا جائے گا اور جو جہاد کرنے والا ہوگا اسے جہاد کے دروازے سے بلایا جائے گا۔ اور جو روزہ دار ہوگا اسے باب ریان سے بلایا جائے گا۔ اور جو زکوٰۃ دینے والا ہوگا اسے زکوٰۃ کے دروازہ سے بلایا جائے گا۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں ان دروازوں میں سے جس دروازے سے بھی کوئی پکارا جائے اس پر کوئی حرج نہیں ہے لیکن کوئی ایسا بھی ہوگا جو ان تمام دروازوں سے پکارا جائے گا؟ آپؐ نے فرمایا ہاں! اور مجھے امید ہے کہ تم ان میں سے ہو گے۔ (بخاری کتاب الصوم بَاب الرَّيَّانُ لِلصَّائِمِيْنَ)

اس حدیث میں مذکور جنت کے چار دروازوں بَابُ الصَّلَاةِ، بَابُ الجِهَادِ، بَابُ الرَّيَّانِ اور بَابُ الصَّدَقَةِ کے علاوہ علمائے حدیث نے بعض اور احادیث سے استدلال کرتے ہوئے مزید چار دروازوں بَابُ الْحَجِّ، الْبَابُ الْأَيْمَنُ، بَابُ الذِّكْرِ او بابَ الْعِلْمِ اور بَابُ الْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ کا بھی ذکر کیا ہے۔

حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی صحیح بخاری کی شرح میں جنت کے ان مذکورہ بالا دروازوں کا ذکر کرنے کے بعد مزید لکھتے ہیں کہ ممکن ہے کہ جن دروازوں سے بلایا جائے گا ان کے اندر بھی اصل جنت کے (ذیلی) دروازے ہوں، کیونکہ اعمال صالحہ کی تعداد آٹھ سے زیادہ ہے۔ (فتح الباری شرح بخاری لابن حجر کتاب المناقب بَاب قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ الحجر جس میں جہنم کے سات دروازوں کا ذکر ہے، کی تفسیر میں فرماتے ہیں: یہ جو سات دروازے بتائے ہیں۔ ان سے مراد ضروری نہیں

باقی صفحہ نمبر 14 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

ان غزوات سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ غزوات دشمن کے شر کو روکنے اور ان کے اپنے بد ارادوں کو ختم کرنے اور امن عامہ کی فضا قائم کرنے کے لیے کیے گئے تھے نہ کہ کسی قتل و غارت اور ناجائز تصرفات کے لیے اور امن برباد کرنے کے لیے

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ بدر الموعد کے لیے نکلنے کی تحریک فرمائی اور آپؐ نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ ہم نے کفار کے چیلنج کو قبول کر کے اس موقع پر نکلنے کا وعدہ کیا ہے اس لئے ہم اس سے تخلّف نہیں کر سکتے اور خواہ مجھے اکیلا جانا پڑے میں جاؤں گا اور دشمن کے مقابل پر اکیلا سینہ سپر ہوں گا تو لوگوں کا خوف جاتا رہا اور وہ بڑے جوش اور اخلاص کے ساتھ آپؐ کے ساتھ نکلنے کو تیار ہو گئے

جنگِ احد کے بعد مختلف قبائل جو مسلمانوں کو کمزور سمجھ کر ان پر حملہ کرنے کے منصوبے کرنے لگے تھے ان پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی حکمت اور کامیابی سے مسلمانوں کی قوت اور دلیری کے اثرات کو بحال فرمایا

غزوۂ بدر الموعد میں گو عملی لڑائی نہ ہوئی تاہم مسلمانوں کا وقار اور اعتماد بحال ہوا اور دشمن پر رعب میں خوب اضافہ ہوا

’’یہ غزوہ اس رنگ میں پہلا غزوہ تھا کہ اس کی غرض یا کم از کم بڑی غرض ملک میں امن کا قیام تھی‘‘

(حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ)

غزوۂ بَدْرُ الْمَوْعِد اور غزوۂ دُوْمَۃُ الْجَندل کے اسباب اور حالات و واقعات کا تفصیلی اور پُر معارف تذکرہ

دنیا میں قیامِ امن کے لیے دعاؤں کی تحریک

مسلمانوں کو اپنی بقا کے سامان کرنے ہوں گے۔ ایک اکائی بننا ہوگا۔ اپنی حالتوں کو بہتر کرنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ یہ اسے سمجھنے والے ہوں

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 05 /جولائی 2024ء بمطابق 05 /وفا 1403 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یو کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

آج دو غزوات کا ذکر کروں گا۔ پہلے غزوہ کا نام ہے غزوۂ بدر الموعد جو چار ہجری میں ہوا۔ یہ غزوہ بدر الموعد، بدر الثانیہ، بدر الآخرہ اور بدر الصُّغریٰ کے ناموں سے معروف ہے۔

(الرحیق المختوم صفحہ 312، 313 مکتبۃ الرشد ناشرون 2000ء)

اس غزوہ کی تاریخ کے متعلق مختلف قول ملتے ہیں۔ ابنِ ہشام اور ابنِ اسحاق کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ماہ شعبان چار ہجری میں بدر کی طرف روانہ ہوئے۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام صفحہ 618 دار الکتب العلمیۃ بیروت 2001ء) (السیرۃ النبویۃ ابن اسحاق صفحہ 391 دار الکتب العلمیۃ بیروت 2004ء)

واقدی کے مطابق یہ غزوہ چار ہجری ذُو الْقَعْدَہ کا چاند نظر آنے پر ہوا اور بدر میں یکم ذو القعدہ سے آٹھ ذو القعدہ تک بازار لگتا تھا۔ (کتاب المغازی واقدی جلد 1 صفحہ 324، 325 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

ایک روایت میں ذکر آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شوال میں بدر کی طرف روانہ ہوئے تھے یعنی مدینہ سے روانہ ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذو القعدہ کی چاند کی رات کو میدانِ بدر میں پہنچے۔ بہرحال ان تینوں اقوال کے مطابق یہ غزوہ چار ہجری میں ہوا۔ (سیرۃ الحلبیہ جلد 2 صفحہ 373-374 دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

البتہ مہینے میں اختلاف ہے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے بھی اس ضمن میں لکھا ہے کہ ’’4 ہجری میں جب شوال کے مہینہ کا آخر آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ڈیڑھ ہزار صحابہ کی جمعیت کو ساتھ لے کر مدینہ سے نکلے۔‘‘

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 529)

اس غزوہ کا سبب یہ ہے کہ ابوسفیان بن حَرْب جب غزوۂ احد سے واپس پلٹا تو اس نے بآواز بلند کہا تھا کہ آئندہ سال ہماری اور تمہاری ملاقات بدر الصَّفْرَاء کے مقام پر ہوگی۔ بدر کو بدر الصّفراء بھی کہا جاتا ہے۔ ہم وہاں جنگ کریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو فرمایا کہ اسے کہو کہ ہاں۔ ان شاء اللہ۔ علامہ بیضاوی نے لکھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود جواب دیا تھا۔ اِن شاء اللہ۔ بدر مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مشہور کنواں ہے جو وادی صفرا اور جارُ مقام کے درمیان واقع ہے۔ بدر مدینہ کے جنوب مغرب میں ایک سو پچاس کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہ اس جگہ کی لوکیشن ہے۔ زمانۂ جاہلیت میں اس جگہ ہر سال یکم ذی قعدہ سے آٹھ روز تک ایک بڑا میلہ لگا کرتا تھا۔ کہنے کو تو ابوسفیان نے غرور میں آ کر یہ اعلان کر دیا تھا لیکن اب جوں جوں وعدے کا وقت قریب آ رہا تھا ابوسفیان مقابلے سے کترانے لگا تھا لیکن ظاہر یوں کر رہا تھا کہ وہ ایک بہت بڑا لشکر لے کر آپؐ پر حملہ آور ہونے کی تیاری کر رہا ہے تاکہ یہ خبر اہلِ مدینہ تک پہنچ جائے اور عرب کے دیگر حصوں میں بھی پھیل جائے اور مسلمانوں کو اس سے خوف زدہ کیا جا سکے۔ اسی دوران بَنُو اَشْجَعْ سے تعلق رکھنے والا ایک شخص نُعَیم بن مسعود مکہ گیا۔ اس نے بعد میں اسلام بھی قبول کر لیا تھا۔ اس نے وہاں ابوسفیان سے ملاقات کی اور کہنے لگا کہ میں مکہ اس غرض سے آیا ہوں کہ تمہیں مسلمانوں کی تیاری کے متعلق آگاہ کروں۔ میں نے خود دیکھا ہے کہ ان کے پاس بے تحاشہ اسلحہ، اونٹ اور گھوڑے ہیں اور انہوں نے اپنے حلیف قبیلے کو بھی ساتھ ملا لیا ہے۔ اب وہ بڑے زور و شور سے حملہ آور ہونے والے ہیں۔ دیکھو تم نے خود مقابلہ کے لیے پکارا تھا اب اس وعدے کا وقت قریب آ گیا ہے۔ لہٰذا تم میدان کارزار میں اپنے جوہر دکھاؤ۔ ابوسفیان بات ٹالتے ہوئے کہنے لگا کہ اے نُعَیم! تم جانتے ہو کہ ہمارے علاقے میں قحط سالی ہے۔ عرصہ دراز سے بارش نہیں ہوئی۔ پانی کے تالاب خشک ہیں۔ چراگاہوں میں مویشی اور سواری کے جانوروں کے لیے گھاس کا تنکا تک نہیں ہے۔ ہر طرف رزق کی تنگی ہے۔ لہٰذا عقلمندی اسی میں ہے کہ ہم یہ دن گزار لیں اس کے لیے تم اہم کردار ادا کر سکتے ہو۔ اس سے مدد مانگی کہ تم مدینہ جا کر لوگوں کو ہمارے عزائم اور افرادی قوت کے متعلق بڑھا چڑھا کر معلومات دو اور اسے خوب مشہور کرو تا کہ ہمارا بھرم بھی رہ جائے اور مسلمان خود ہی ڈر کے مارے بدر کی طرف نہ آئیں۔ نُعَیم نے کہا اس کے بدلے مجھے کیا دو گے؟ ابوسفیان نے بیس اونٹوں کی پیشکش کی جو نُعَیم نے بخوشی قبول کر لی اور کہا کہ یہ انعام سُہَیل بن عَمرو کے سپرد کر دیا جائے۔ پھر مَیں اس کام کے لیے جاؤں گا۔ سہیل اس کا گہرا دوست تھا اس کی یقین دہانی پر نُعَیم چلنے کے لیے تیار ہو گیا۔ اسے تیز رفتار اونٹ دیا گیا تا کہ اس منصوبے کو جلد از جلد عملی جامہ پہنایا جائے۔

(دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہؐ جلد 7 صفحہ 240، بزم اقبال لاہور 2022ء) (اٹلس سیرت نبویؐ صفحہ 216، دار السلام ریاض 1424ھ) (سبل الہدیٰ والرشاد جلد 4 صفحہ 337 دار الکتب العلمیۃ بیروت 1993ء) (غزوات النبیؐ صفحہ 259، زاویہ پبلشرز لاہور 2018ء)

نُعَیم نے رختِ سفر باندھا اور مدینہ کی طرف چل پڑا۔ اس نے عمرہ کر کے سر مونڈھ رکھا تھا۔ مدینہ کی طرف سرپٹ بھاگا جا رہا تھا۔ وہ فوراً مدینہ پہنچنا چاہتا تھا کہ کہیں اسلامی لشکر مدینہ سے چل نہ پڑے۔ چنانچہ جب وہ مدینہ پہنچا تو مسلمان بڑے جوش و خروش سے جہاد کی تیاری میں مصروف تھے۔ مسلمانوں نے اس سے پوچھا نُعَیم! کہاں سے آئے ہو؟ اس نے بتایا میں عمرہ کر کے مکہ سے آ رہا ہوں۔ انہوں نے کہا: پھر تو تمہیں ابوسفیان کے بارے میں علم ہوگا۔ اس کی جنگ کی تیاری کیسی ہے؟ اس نے کہا کہ ابوسفیان نے تو بہت سے لشکر اکٹھے کر لیے ہیں، سارا عرب اپنے ساتھ ملا لیا ہے۔ بڑا مبالغہ کیا اس نے۔ وہ اتنی بڑی فوج لے کر آ رہا ہے کہ اس کا مقابلہ کرنا تمہارے بس کی بات نہیں ہے۔ میری مانو تو تم لوگ مدینہ ہی میں ٹھہرے رہو۔ جنگ کے لیے مدینہ سے باہر مت جاؤ۔ وہ اتنے بڑے لشکر کے ساتھ حملہ آور ہونے والا ہے کہ اس سے صرف وہی بچ سکے گا جو بھاگ نکلے گا۔ تمہارے سرکردہ لوگ قتل کر دیے جائیں گے۔ خود محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) زخموں کی تاب نہ لا سکیں گے۔ کیا تم

مدینہ سے نکل کر موت کے منہ میں جانا چاہتے ہو؟ افسوس تم نے اپنے لیے بہت برا فیصلہ کیا ہے۔ اللہ کی قسم! میں نہیں سمجھتا کہ تم میں سے کوئی بچ نکلے گا۔ بڑی مایوس کن باتیں کیں تا کہ وہ ڈر جائیں۔ اس نے باتوں کا ایسا بتنگڑ بنایا کہ کبھی ابوسفیان کی تیار کردہ سپاہ کی عددی کثرت کا تذکرہ، کبھی ان کے اسلحے کے ذخائر کا بیان، کبھی رؤسائے قریش کے جوش وخروش کی حکایت، کبھی ان کی خطرناک جنگی چالوں کی مدح سرائی۔ اس نے ایسی مہارت سے اپنی مہم چلائی کہ چند ہی روز میں مدینہ کی فضا خوف و ہراس سے مسموم ہوگئی۔

نُعَیم بن مسعود کی چال کارگر ثابت ہوئی۔ کمزور ایمان والے مسلمان اس کی افواہوں سے واقعی مرعوب ہو گئے حتیٰ کہ جو بھی بات کرتا وہ نُعَیم بن مسعود کے قول کی تصدیق کرتا تھا۔ ہر مجلس میں ابوسفیان کے لشکر جرار اور خوفناک تیاری کا ذکر چھڑا ہوا تھا۔ مسلمانوں کی یہ حالت دیکھ کر یہود اور منافقین خوشی سے پھولے نہیں سما رہے تھے اور ایک دوسرے کو یہ خوشخبری سنا رہے تھے کہ اب اسلام کے ماننے والوں کا وجود صفحۂ ہستی سے مٹ جائے گا۔

(سیرت انسائیکلوپیڈیا جلد 7 صفحہ 91، دارالسلام ریاض 1435ھ)

مدینہ کی اس کیفیت کے وقت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہؐ! اللہ تعالیٰ اپنے دین کو غالب کرے گا۔ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عزت دے گا۔ ہم نے قوم کے ساتھ وعدہ کیا تھا اور ہم اس کی خلاف ورزی پسند نہیں کرتے۔ وہ یعنی کفار اسے بزدلی شمار کریں گے اگر ہم وہاں میدان میں نہ جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وعدے کے مطابق تشریف لے چلیں۔ بخدا اس میں ضرور بھلائی ہے۔ یہ جذبات سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور فرمایا: وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَاَخْرُجَنَّ وَإِنْ لَّمْ یَخْرُجْ مَعِیَ أَحَدٌ۔ اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں ضرور نکلوں گا خواہ میرے ساتھ ایک فرد بھی نہ نکلے۔

مسلمانوں نے رسول اللہ ﷺ کا عزم اور ہمت اور حوصلہ دیکھا تو خوف و ہراس کی کیفیت ختم ہوگئی اور وہ جوش وخروش سے تیاری کرنے لگے۔ (دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہؐ جلد 7 صفحہ 241، 242، بزم اقبال لاہور 2022ء)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے بھی اس غزوۂ بدر الموعد کے بارے میں لکھا ہے کہ ’’ابوسفیان بن حرب ...... باوجود احد کی فتح اور اتنی بڑی جمعیت کے ساتھ ہونے کے اس کا دل خائف تھا اور اسلام کی تباہی کے درپے ہونے کے باوجود وہ چاہتا تھا کہ جب تک بہت زیادہ جمعیت کا انتظام نہ ہو جاوے وہ مسلمانوں کے سامنے نہ ہو۔ چنانچہ ابھی وہ مکہ میں ہی تھا کہ اس نے ایک شخص نُعَیم نامی کو جو ایک غیر جانبدار قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا مدینہ کی طرف روانہ کر دیا اور اسے تاکید کی کہ جس طرح بھی ہو مسلمانوں کو ڈرا دھمکا کر اور جھوٹ سچ باتیں بنا کر جنگ سے نکلنے کے لئے باز رکھے۔ چنانچہ یہ شخص مدینہ میں آیا اور قریش کی تیاری اور طاقت اور ان کے جوش وخروش کے جھوٹے قصے سنا سنا کر اس نے مدینہ میں ایک بے چینی کی حالت پیدا کر دی۔ حتیٰ کہ بعض کمزور طبیعت لوگ اس غزوہ میں شامل ہونے سے خائف ہونے لگے لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکلنے کی تحریک فرمائی اور آپؐ نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ ہم نے کفار کے چیلنج کو قبول کر کے اس موقعہ پر نکلنے کا وعدہ کیا ہے اس لئے ہم اس سے تخلف نہیں کر سکتے اور خواہ مجھے اکیلا جانا پڑے میں جاؤں گا اور دشمن کے مقابل پر اکیلا سینہ سپر ہوں گا تو لوگوں کا خوف جاتا رہا اور وہ بڑے جوش اور اخلاص کے ساتھ آپؐ کے ساتھ نکلنے کو تیار ہو گئے۔‘‘ (سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 529)

اور اس طرح دوبارہ تیاری شروع ہوگئی۔ بہرحال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ابوسفیان کے لشکر کی تیاری کے بارے میں خبر ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن عبداللہ بن اُبَی بن سلول جو رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبَی کے مخلص اور جاں نثار بیٹے تھے، بڑے پکے مسلمان تھے ان کو اپنے پیچھے مدینہ کا امیر مقرر فرمایا۔ ایک روایت کے مطابق حضرت عبداللہ بن رَوَاحہ کو امیر مقرر کیا۔ بہرحال ہوسکتا ہے کہ مختلف کاموں کے لیے دونوں کو منتظم بنایا ہو یا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ راوی کو عبداللہ کے نام سے شبہ پڑ گیا ہو۔ کسی نے عبداللہ بن عبداللہ کہہ دیا اور کسی نے عبداللہ بن رَوَاحہ کا ذکر کر دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا جھنڈا حضرت علیؓ کو عطا فرمایا اور پندرہ سو صحابہؓ کے ہمراہ بدر کی جانب روانہ ہوئے۔ اس لشکر میں دس گھڑسوار تھے۔ ایک گھوڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تھا۔ اس کے علاوہ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت ابوقتادہؓ، حضرت سعید بن زیدؓ، حضرت مِقْدَاد بن اسودؓ، حضرت حُبَاب بن مُنْذِرؓ، حضرت زبیر بن عَوَّامؓ، حضرت عَبَّاد بن بِشْرؓ کے پاس گھوڑے تھے۔ مسلمان اپنے تجارتی مال کے ساتھ بدر کی طرف نکلے۔ ذوالقعدہ کا چاند طلوع ہوا تو مسلمان میدانِ بدر میں پہنچ چکے تھے۔ دیکھا جائے تو مسلمان تو ابوسفیان کے ساتھ لڑائی اور مقابلے کے لیے جا رہے تھے لیکن ان کا تجارتی مال اور اسباب ساتھ لے کر نکلنا ان کے اس عزم و ہمت اور یقین پر دلالت کرتا ہے اور کوئی بعید نہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی ارشاد یا اشارے پر وہ تجارتی اموال لے کر نکلے ہوں کہ ابوسفیان یا تو مقابلے پر آئے گا نہیں اور اگر آیا تو بری طرح شکست کھا کر بھاگ جائے گا اور انہی تاریخوں میں وہاں جو میلہ لگا کرتا تھا مسلمان وہاں خرید و فروخت کی تجارت کر کے فائدہ اٹھائیں گے اور عملاً پھر ایسا ہی ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وعدہ کے مطابق ابوسفیان کے انتظار میں بدر میں قیام فرما تھے کہ مَخْشِی بن عمرو ضَمْرِی آپ کے پاس آیا۔ یہ بنوضَمْرہ کا سردار تھا اور دو ہجری میں اس قبیلے کے ساتھ مسلمانوں کا ایک معاہدہ ہوا تھا کہ آپؐ بنوضمرہ پر حملہ نہیں کریں گے اور نہ بنوضمرہ آپؐ کے خلاف کوئی کارروائی کریں گے، نہ کسی کارروائی میں حصہ لیں گے اور آپؐ کے کسی دشمن کی مدد بھی نہیں کریں گے۔ اس نے کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ اس چشمہ پر قریش سے جنگ کرنے آئے ہیں؟ اس کی گفتگو سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اندازہ لگا لیا کہ یہ شخص قریش کی طرف جھکاؤ رکھتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ ہاں اے بنوضمرہ کے بھائی! اگر تُو چاہتا ہے تو ہمارے اور تمہارے درمیان جو صلح کا معاہدہ ہے اسے ختم کر کے ہم تم سے جنگ کر لیتے ہیں یہاں تک کہ خدا تعالیٰ ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کر دے؟ مَخْشِی نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! بخدا ہمیں آپ سے جنگ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ (سیرۃ الحلبیہ جلد 2 صفحہ 374 دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

(اٹلس سیرت نبوی صفحہ 202، دارالسلام ریاض 1424ھ) (دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہؐ جلد 7 صفحہ 242، 244، بزم اقبال لاہور 2022ء) (السیرۃ النبویہ لابن ہشام صفحہ 618 دار الکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

اس ملاقات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکمت اور دلیری سے اس قبیلے پر واضح کر دیا کہ ہمارے درمیان جنگ بندی کا معاہدہ کسی بزدلی اور کمزوری کی بنا پر نہیں تھا اور یوں جنگِ احد کے بعد مختلف قبائل جو مسلمانوں کو کمزور سمجھ کر ان پر حملہ کرنیکے منصوبے کرنے لگے تھے ان پر آپ ﷺ نے بڑی حکمت اور کامیابی سے مسلمانوں کی قوت اور دلیری کے اثرات کو بحال فرمایا۔ (ماخوذ سیرت انسائیکلوپیڈیا جلد 7 صفحہ 97، دارالسلام ریاض 1435ھ)

مسلمان تو حسبِ وعدہ بدر کے میدان میں پہنچ چکے تھے۔ البتہ دوسری طرف ابوسفیان نے سردارانِ قریش سے کہا کہ ہم نے نُعَیم بن مسعود کو بھیج دیا ہے وہ مسلمانوں کو سفر پر روانہ ہونے سے پہلے پست ہمت کر دے گا۔ وہ انتہائی کوشش کر رہا ہے لیکن ہم ایک یا دو راتوں کے لیے نکلیں گے پھر ہم واپس آ جائیں گے۔ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سفر کے لئے نہ نکلے تو ہم بڑے آرام سے کہہ دیں گے کہ ہم تو گئے تھے لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھی ہی نہیں آئے اور اس طرح پر ہماری فتح ہوگی اور اگر وہ سفر کے لیے نکل پڑے تو ہم ظاہر کریں گے یہ قحط کا سال ہے۔ ہمارے لیے شادابی کا سال (نکلنے کے لیے) بہتر ہوگا اور یہ کہہ کر راستے سے ہی پلٹ آئیں گے۔ قریش نے کہا یہ اچھا مشورہ ہے۔ اس پر کفار کا لشکر ابوسفیان کی قیادت میں مکہ سے روانہ ہوا۔ ان کی تعداد دو ہزار تھی۔ ان میں سے پچاس گھڑسوار تھے۔ یہ لشکر وادی مَرُّ الظَّهْرَان میں مَجَنَّہ نامی چشمہ پر خیمہ زن ہوا۔ مرالظہران مکہ سے بائیس کلومیٹر شمال میں ہے۔ قحط سالی کے سبب قریش کے اقتصادی حالات واقعی خراب تھے اور ان کی آمدنی کے ذرائع کم ہو گئے تھے۔ اس لیے ان کو مقررہ وقت اور جگہ پر پہنچنے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی یعنی بدر پر پہنچنے کی لیکن شرمندگی کے ڈر سے اس لشکر نے کوچ کیا۔ ان کا سپہ سالار مکہ سے ہی بوجھل اور بددل تھا۔ وہ بار بار مسلمانوں سے ہونے والی جنگ کا انجام سوچتا تھا اور ان کی ہیبت کے مارے لرز رہا تھا۔ مَرُّ الظَّهْرَان پہنچ کر اس کی ہمت جواب دے گئی اور وہ واپسی کے بہانے سوچنے لگا اور آخرکار اپنی فوج میں واپسی کا اعلان اور اس بات کی وضاحت کرنے کے لیے کھڑا ہوا۔ اس نے کہا کہ اے قریش کے لوگو! تمہارے لیے شادابی اور ہریالی کا سال جنگ کے لیے موزوں رہے گا تا کہ تم جانوروں کو بھی چرا سکو اور خود بھی دودھ پی سکو۔ اس وقت خشک سالی ہے۔ لہٰذا مَیں واپس جا رہا ہوں تم بھی واپس چلے چلو۔ ابوسفیان کے اس فیصلے کی مخالفت کیے بغیر سب نے واپسی کی راہ لی اور کسی نے بھی سفر جاری رکھنے اور مسلمانوں سے جنگ کی رائے نہ دی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ پورے لشکر کے اعصاب پر مسلمانوں کی ہیبت چھائی ہوئی تھی۔ (سیرت انسائیکلوپیڈیا جلد 7 صفحہ 95، 96، دارالسلام ریاض 1435ھ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وعدہ کے مطابق ابوسفیان کے انتظار میں بدر میں آٹھ روز قیام کرنے کے بعد مدینہ واپس آ گئے اور آپؐ اس غزوہ کے لیے کل سولہ راتیں مدینہ سے باہر رہے۔ دشمن مدمقابل آنے کی ہمت نہ کر سکا۔ اس کی خوب سبکی ہوئی۔ مسلمانوں کے حوصلے بلند ہوئے۔ اس علاقے کے بعض مقامی کافروں کا جھکاؤ قریش مکہ کی طرف تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت بہادری سے ان پر اپنا عزم واضح کیا تو وہ بھی دبک گئے۔ بدر کے بعض تاجر فارغ ہو کر مکہ گئے اور ابوسفیان کو مسلمانوں کی مستحکم صورتحال کی تفصیل سے آگاہ کیا۔ ابوسفیان اور اس کے ساتھی اپنی بزدلی اور وعدہ خلافی پر نہایت شرمندہ ہوئے۔ اس غزوہ میں گو عملی لڑائی نہ ہوئی تاہم مسلمانوں کا وقار اور اعتماد بحال ہوا اور دشمن پر رعب میں خوب اضافہ ہوا۔ (کتاب المغازی واقدی جلد 1 صفحہ 324، دار الکتب العلمیہ بیروت 2004ء) (دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہؐ جلد 7 صفحہ 248، بزم اقبال لاہور 2022ء)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اس ضمن میں لکھا ہے کہ ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ڈیڑھ ہزار صحابہ کے ساتھ مدینہ سے روانہ ہوئے اور دوسری طرف ابوسفیان اپنے دو ہزار سپاہیوں کے ہمراہ مکہ سے نکلا لیکن خدائی تصرف کچھ ایسا ہوا کہ مسلمان تو بدر میں اپنے وعدہ پر پہنچ گئے مگر قریش کا لشکر تھوڑی دور آ کر پھر مکہ کو واپس لوٹ گیا۔ اور اس کا قصہ یوں ہوا کہ جب ابوسفیان کو نُعَیم کی ناکامی کا علم ہوا تو وہ دل میں خائف ہوا اور اپنے لشکر کو یہ تلقین کرتا ہوا راستہ سے لوٹا کر واپس لے گیا کہ اس سال قحط بہت ہے اور لوگوں کو تنگی ہے اس لئے اس وقت لڑنا ٹھیک نہیں ہے۔ جب کشائش ہوگی تو زیادہ تیاری کے ساتھ مدینہ پر حملہ کریں گے۔ اسلامی لشکر آٹھ دن تک بدر میں ٹھہرا اور چونکہ وہاں ماہ ذوقعدہ کے شروع میں ہر سال میلہ لگا کرتا تھا۔ ان ایام میں بہت سے صحابیوں نے اس میلہ میں تجارت کر کے کافی نفع کمایا۔ حتی کہ انہوں نے اس آٹھ روزہ تجارت میں اپنے راس المال کو دوگنا کر لیا۔ جب میلے کا اختتام ہو گیا اور لشکر قریش نہ آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدر سے کوچ کر کے مدینہ میں واپس تشریف لے آئے اور قریش نے مکہ میں واپس پہنچ کر مدینہ پر حملے کی تیاریاں شروع کر دیں۔‘‘

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 529-530)

اب دوبارہ قریش نے واپس پہنچ کے شرمندگی مٹانے کے لیے اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لیے پھر جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں۔ بہرحال اس غزوہ کا یہ انجام ہوا۔

دوسرا غزوہ ہے دُوْمَۃُ الْجَنْدَل۔ یہ ربیع الاول پانچ ہجری میں ہوا۔ دُوْمَۃُ الْجَنْدَل مدینہ سے تقریباً چار سو پچاس کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ قدیم دور میں یہ سفر قریباً پندرہ یا سترہ دنوں میں طے ہوتا تھا۔ یہ مدینہ کے شمال میں شامی سرحد کے قریب ترین مقام تھا۔ یہاں بنوقُضَاعَہ قبیلہ کی شاخ بنوکَلْب کے لوگ آباد تھے۔ اس جگہ بہت بڑی تجارتی منڈی لگتی تھی جو بنوکلب کے زیر انتظام تھی۔

(دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ ﷺ جلد 7 صفحہ 249، بزم اقبال لاہور 2022ء)

دُوْمَۃُ الْجَنْدَل کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟ وہاں ایک قلعہ تھا جو پتھر کی خاص قسم سے بنایا گیا تھا۔ دُوْمَۃ کا لفظ اس جگہ پر بھی بولا جاتا ہے جہاں سیلابی ریلے کی وجہ سے گول پتھر خاصی مقدار میں جمع ہو جاتے ہیں۔ اس جگہ کو دومۃ کہنے کی وجہ یہ بھی ہے کہ حضرت اسماعیلؑ کے دو بیٹوں دُوْمَہ یا دُوْمَان کی طرف یہ منسوب ہے۔ بہرحال یہ اس کے نام کی وجہ ہے۔ اس غزوہ کی تاریخ اور لشکر کی تعداد کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ غزوہ تمام مؤرخین اور

سیرت نگاروں کے نزدیک پانچ ہجری میں ربیع الاول کی پچیس تاریخ کو ہوا تھا۔

(دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ ﷺ جلد 7 صفحہ 249-250، بزم اقبال لاہور 2022ء)

اس کی وجہ کیا بنی؟ اس کے بارے میں لکھا ہے کہ اب تک مخالفین کے ساتھ جتنی جنگی مہمات ہوئیں وہ کم و بیش مدینہ اور حجاز کے علاقے تک ہی محدود تھیں اور یہ پہلی مہم تھی کہ جو مدینہ سے دُور کم و بیش پندرہ دنوں کی مسافت پر رومی سلطنت کے صوبہ شام کی سرحدوں کے قریب وقوع پذیر ہونے جا رہی تھی۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ مسلمانوں سے پے در پے شکست کھانے اور مسلمانوں کے بڑھتے ہوئے رعب کو محسوس کرتے ہوئے دشمنانِ دین کسی ایسے موقع کی تلاش میں تھے کہ اسلام اور مسلمانوں کو جڑ سے ہی ختم کر دیا جائے۔ اس پر عمل کرنے کے لیے مدینہ کے انتہائی شمال میں شام کی سرحد سے ملحق دُوْمَۃُ الْجَنْدَل کے گرد قبائل نے اسلامی ریاست کو چیلنج کرتے ہوئے ایک بڑا لشکر ترتیب دینا شروع کر دیا۔ انہوں نے چیلنج کیا کہ ہم حملہ کریں گے۔ یہ لوگ تجارتی قافلوں کو لوٹ لیتے تھے۔ صرف چیلنج ہی نہیں تھا بلکہ فساد بھی انہوں نے برپا کیا ہوا تھا کہ قافلوں کو لوٹتے تھے۔ جو مسلمان ہاتھ لگتا اسے اذیتیں دیتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دومۃ الجندل کے ان قبائل کی تمام حرکتوں کی خبر دی گئی تو فیصلہ ہوا کہ قبل اس کے کہ دُوْمَۃُ الْجَنْدَل کے قبائل کوئی بڑی فوج تیار کر کے مدینہ پر چڑھائی کر دیں بہتر ہے کہ ان کے علاقہ میں پہنچ کر انہیں اس طرح بکھیر دیا جائے کہ وہ مدینہ پر لشکر کشی سے باز رہیں اور تجارتی قافلے امن سے شام پہنچ سکیں۔ (غزوات وسرایا صفحہ 244-245، فریدیہ پبلشرز ساہیوال 2018ء)

اس کی تیاری کے بارے میں لکھا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر تیار کر کے لوگوں کو نکلنے کا حکم دیا اور مدینہ میں حضرت سِبَاعْ بن عُرْفُطَہ غِفَارِی ؓ کو نائب بنایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہزار صحابہ کرام ؓ کا لشکر لے کر روانہ ہوئے۔ آپؐ رات کو سفر کرتے اور دن بھر پوشیدہ رہتے۔ بَنُو عُذْرَہ کا ایک شخص راستہ بتانے کے لیے آپؐ کے ساتھ تھا۔ اس کا نام مَذْکُور تھا۔ وہ ایک ماہر راستہ بتانے والا تھا۔ وہ تیزی کے ساتھ نکلا اور اس نے سفر کے لیے غیر مانوس راستہ اختیار کیا تا کہ دشمن کو خبر نہ ہو۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دومۃ الجندل کے قریب پہنچے تو راستہ بتانے والے نے کہا یہ بنو تمیم کی چراگاہ ہے۔ یہاں ان کے اونٹ اور مویشی ہیں۔ آپؐ یہاں ٹھہریں۔ میں معلومات لے کر آتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ٹھیک ہے۔ تو عُذْرِی اکیلے معلومات لینے کے لیے گیا اور وہاں چوپایوں اور بکریوں کے آثار دیکھ لیے اور یہ بھی کہ وہ اپنی پناہ گاہوں میں چھپے ہوئے تھے۔ پھر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس آیا اور خبر دی کہ وہ ان کی جگہیں پہچان چکا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے چل پڑے اور ان کے جانوروں اور چرواہوں پر حملہ کیا اور ان میں سے کچھ پر قبضہ کیا اور باقی بھاگ گئے۔ دومۃ الجندل والے لوگ جو وہاں چھپے ہوئے تھے، جو لڑنے کے لیے تیاری کر رہے تھے وہ منتشر ہو گئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے میدان میں پڑاؤ ڈالا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں چند دن قیام کیا اور مختلف گروہ ارد گرد بھیجے۔ اسلامی دستے بحفاظت آپؐ کے پاس واپس پہنچے۔ ہر گروہ کچھ اونٹ لے کر آیا لیکن انہیں کوئی آدمی نہ ملا۔ صرف حضرت محمد بن مسلمہ ان میں سے ایک آدمی کو پکڑ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اس کے ساتھیوں کے بارے میں دریافت فرمایا تو اس نے کہا کہ گذشتہ رات جب انہوں نے سنا کہ آپؐ نے ان کے جانور پکڑ لیے ہیں تو وہ بھاگ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اسلام کی دعوت دی تو وہ مسلمان ہو گیا۔ (سبل الھدیٰ والرشاد جلد 4 صفحہ 2 4 3 دارلکتب العلمیہ بیروت 1993ء) (سیرت انسائیکلوپیڈیا جلد 7 صفحہ 138 تا 140، دارالسلام ریاض 1435ھ)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے بھی اس بارے میں لکھا ہے کہ غزوہ دُوْمَۃُ الْجَنْدَل کے بارے میں تحریر کرتے ہوئے کہ ''دُوْمَۃُ الْجَنْدَل شام کی سرحد کے قریب واقع تھا اور مدینہ سے اس کا فاصلہ پندرہ سولہ دن کی مسافت سے کم نہ تھا۔ اس غزوہ کی وجہ یہ ہوئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع موصول ہوئی کہ دُوْمَۃُ الْجَنْدَل میں بہت سے لوگ جمع ہو کر لوٹ مار کر رہے ہیں اور جو مسافر یا قافلہ وغیرہ وہاں سے گزرتا ہے اس پر حملہ کر کے اسے تنگ کرتے اور اس کا مال و متاع لوٹ لیتے ہیں۔ اور ساتھ ہی یہ اندیشہ بھی پیدا ہوا کہ کہیں یہ لوگ مدینہ کا رخ کر کے مسلمانوں کے لئے موجب پریشانی نہ ہوں۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگی کارروائیوں کی ایک اہم غرض قیامِ امن بھی تھی۔'' آپؐ کی جنگی کارروائیوں کا اصل مقصد تو امن کا قیام تھا'' اس لئے باوجود اس کے کہ ان لوگوں کی اس لوٹ مار سے مدینہ کے مسلمانوں کو حقیقتاً کوئی زیادہ اندیشہ نہیں تھا۔ آپؐ نے صحابہ میں تحریک فرمائی کہ اس ڈاکہ زنی اور ظلم کے سلسلہ کو روکنے کے لئے وہاں چلنا چاہئے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریک پر ایک ہزار صحابی اس دُور و دراز کے تکلیف دہ سفر کو اختیار کر کے آپؐ کے ساتھ ہو لئے۔ اور آپؐ ہجرت کے پانچویں سال ماہ ربیع الاول میں مدینہ سے روانہ ہوئے اور پندرہ سولہ دن کی طویل اور پر از مشقت مسافت طے کرنے کے بعد دُوْمَۃُ الْجَنْدَل کے قریب پہنچے۔ مگر وہاں جا کر معلوم ہوا کہ یہ لوگ مسلمانوں کی خبر پا کر اِدھر اُدھر منتشر ہو گئے تھے اور گو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں چند دن تک ٹھہرے اور آپؐ نے چھوٹے چھوٹے دستے بھی اِدھر اُدھر روانہ فرمائے تا کہ ان مفسدین کا کچھ پتہ چلے مگر وہ کچھ ایسے لاپتہ ہوئے کہ ان کا کوئی سراغ نہ ملا۔ البتہ ان کا ایک چرواہا مسلمانوں کے ہاتھ میں قید ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ سے مسلمان ہو گیا اور آپؐ چند دن کے قیام کے بعد مدینہ کی طرف واپس تشریف لے آئے۔'' (سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 540، 541)

دُوْمَۃُ الْجَنْدَل سے واپسی کے بارے میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تقریباً تین دن کے قیام کے بعد تمام لشکر کے ساتھ مدینہ کی طرف روانہ ہو کر بیس ربیع الثانی کو مدینہ واپس تشریف لے آئے۔ (سبل الھدیٰ والرشاد جلد 4 صفحہ 342 دارالکتب العلمیہ بیروت 1993ء) (دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ ﷺ جلد 7 صفحہ 251، بزم اقبال لاہور 2022ء)

ایک مصنف غزوہ دُوْمَۃُ الْجَنْدَل کے مقاصد کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس غزوہ کے کئی مقاصد تھے۔ یہ بجائے خود جنگ نہ تھی تاہم اس سے جزیرہ نمائے عرب کے شمال کے حالات سے باخبر رہنے اور دیکھ بھال کا موقع میسر آیا۔ جزیرہ نمائے عرب میں قوت کے اصل مراکز کا کھوج بھی اس کے اہداف میں شامل تھا۔ اس کے ساتھ غزوہ دُوْمَۃُ الجندل اپنے نتائج و ثمرات کے اعتبار سے بھی بہت مفید ثابت ہوا۔ سارا علاقے کا پتہ بھی لگ گیا اور یہی مقصد تھا کہ علاقے کا پتہ لگ جائے اور جو ظلم ہو رہا ہے اس کو بھی دُور کیا جائے۔ بہرحال یہ لکھتا ہے کہ عملاً نہ ہونے والی یہ جنگ رحمتِ ربّانی سے مسلمانوں کے لیے آئندہ کی فتح و نصرت کے نتائج سمیٹ رہی تھی۔ یہ ایک عسکری کارروائی تھی جو درحقیقت مستقبل کی ممکنہ جنگ کا سدِّ باب تھی۔ اصل میں تو جنگ ہو سکنے کا جو امکان تھا اس کو روکنے کے لیے یہ کارروائی تھی کیونکہ اس علاقے کے بہت سارے عربی قبائل مدینہ پر چڑھائی کا ارادہ رکھتے تھے۔ علاوہ ازیں یہ ایک سیاسی جنگ بھی تھی جس نے ان قبائل کی ممکنہ حملہ آوری کو روکا جو جنگِ احد میں مسلمانوں کی عارضی شکست سے فائدہ اٹھا کر مدینہ پر چڑھ دوڑنے کا خواب دیکھ رہے تھے۔ اس جنگ کا ایک مقصد عربوں کی نفسیاتی مرعوبیت کو دور کرنا بھی تھا کہ وہ کبھی سلطنت روم سے جنگ نہیں کر سکتے۔ صرف ایک نہیں بلکہ عربوں پہ ان کا جو یہ نفسیاتی اثر قائم ہوا تھا کہ سلطنت روم سے ہم کبھی مقابلہ نہیں کر سکتے وہ بھی اس کارروائی سے دور ہو گیا۔ انہیں عملاً یقین دہانی کرانی بھی مقصود تھی کہ ان کا پیغام عالمی ہے صرف عرب تک محدود نہیں۔ اس کارروائی نے مسلمانوں کو یہ تسلّی بھی کروا دی۔ ان اچانک اور فیصلہ کن اقدامات اور حکیمانہ تدبیر پر مبنی منصوبوں کے ذریعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی ریاست میں امن و امان بحال کرنے اور صورتحال پر قابو پانے میں کامیابی حاصل کی اور وقت کی رفتار کا رخ مسلمانوں کے حق میں موڑ لیا اور مسلسل پیش آنے والی اندرونی اور بیرونی مشکلات کی شدت کم کی جو ہر جانب سے انہیں گھیرے ہوئے تھی۔ بہت سارے لوگ جو مخالفین تھے وہ بھی اس کارروائی سے باز آ گئے۔ اندرونی طور پر منافقین بھی اس سے باز آ گئے چنانچہ منافقین خاموش اور مایوس ہو کر بیٹھ گئے۔ عرب کے بدو ڈھیلے پڑ گئے اور مسلمانوں کو اسلام پھیلانے اور رب العالمین کے پیغام کی تبلیغ کرنے کا موقع میسر آ گیا۔ (سیرت انسائیکلوپیڈیا جلد 7 صفحہ 140، دارالسلام ریاض 1435ھ)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب جن کی سیرت النبیؐ کے موضوع پر بڑی گہری تحقیق ہے وہ بھی اس کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ''یہ غزوہ اس رنگ میں پہلا غزوہ تھا کہ اس کی غرض یا کم از کم بڑی غرض ملک میں امن کا قیام تھی۔

اہلِ دُوْمَہ کا مسلمانوں کے ساتھ کوئی جھگڑا نہیں تھا۔ وہ مدینہ سے اتنی دور تھے کہ ان کی طرف سے بظاہر یہ اندیشہ کسی حقیقی خطرہ کا موجب نہیں ہوسکتا تھا کہ وہ اتنے لمبے سفر کی صعوبت برداشت کر کے مدینہ میں مسلمانوں کی پریشانی کا موجب ہوں گے۔ پس ان کے مقابلہ کے لئے پندرہ سولہ دن کا تکلیف دہ سفر اختیار کرنا حقیقتاً سوائے اس کے اور کسی غرض سے نہیں تھا کہ انہوں نے جو اپنے علاقہ میں لوٹ مار کا سلسلہ جاری کر رکھا تھا اور بے گناہ قافلوں اور مسافروں کو تنگ کرتے تھے اس کا سدباب کیا جاوے۔ پس مسلمانوں کا یہ سفر محض رفاہِ عام اور ملک کی مجموعی بہبودی کے لئے تھا جس میں ان کی اپنی کوئی غرض مدنظر نہیں تھی۔ اور یہ ایک عملی جواب ہے ان لوگوں کا جنہوں نے سراسر ظلم اور بے انصافی کے ساتھ مسلمانوں کی ابتدائی جنگی کارروائیوں کو جو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے ماتحت اختیار کیں جارحانہ یا خود غرضانہ قرار دیا ہے۔ اس غزوہ کا ایک نتیجہ تو یہ ہوا کہ اہل دُوْمَہ مرعوب ہو کر اپنی ان مفسدانہ کارروائیوں سے باز آ گئے اور مظلوم مسافروں کو اس ظلم سے نجات مل گئی اور دوسرے شام کی سرحد میں جہاں ابھی تک مسلمانوں کا صرف نام ہی پہنچا تھا اور لوگ اسلام کی حقیقت سے بالکل ناآشنا تھے اسلام کا ایک گونہ انٹروڈکشن ہو گیا اور اس علاقہ کے لوگ مسلمانوں کے طریق و تمدّن سے ایک حد تک واقف ہو گئے۔ دومۃ الجندل کے قرب و جوار میں بعض عیسائی بھی آباد تھے۔ مگر روایات میں یہ مذکور نہیں ہے کہ آیا یہ مفسدین جن کے خلاف یہ مہم اختیار کی گئی عیسائی تھے یا کہ بت پرست مشرک۔ مگر حالات سے قیاس ہوتا ہے کہ غالباً یہ لوگ مشرک ہوں گے کیونکہ اگر یہ مہم عیسائیوں کے خلاف ہوتی تو مؤرخین ضرور اس کا ذکر کرتے۔''

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 541)

عیسائی مؤرخین تو ضرور ذکر کرتے۔ بہرحال اللہ بہتر جانتا ہے۔ ان غزوات سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ غزوات دشمن کے شر کو روکنے اور ان کے اپنے بدارادوں کو ختم کرنے اور امن عامہ کی فضا قائم کرنے کے لیے کیے گئے تھے نہ کہ کسی قتل و غارت اور ناجائز تصرفات کے لیے اور امن برباد کرنے کے لیے۔ تو یہ جو اسلام پر، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر الزام ہے یہ واقعات اس کی نفی کرتے ہیں کیونکہ جنگ نہیں ہوئی تو آرام سے امن سے لوگ واپس بھی آ گئے اور کسی کو نقصان نہیں ہوا اور علاقے میں عمومی طور پر مسلمانوں کی اس کارروائی سے امن بھی قائم ہو گیا۔ صرف مسلمانوں کے قافلوں کو ظلم سے نجات نہیں ملی بلکہ دوسرے قافلوں کو بھی ملی۔ یہ جو دونوں غزوے تھے ان کا ذکر ختم ہوا۔

دعا کی طرف بھی دوبارہ توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ دنیا میں عمومی امن بھی قائم فرمائے وہ امن جس کی خاطر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانے میں بھی کوششیں کی اور یہی مقصد تھا آپؐ کے آنے کا، یہی مقصد ہے اسلام کی تعلیم کا۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے ہی ہو سکتا ہے۔ اس کے لیے دعاؤں کی ضرورت ہے۔ بظاہر لگتا ہے کہ دنیا والے اب اپنے پاؤں پر کلہاڑا مارنے پر تلے ہوئے ہیں ظاہری طور پر امن کی صورت نظر نہیں آ رہی۔ دوسرے ان مغربی ممالک میں اب مسلمانوں کے خلاف بھی مہم بہت تیز ہو گئی ہے۔ خیال یہی ہے کہ آئندہ مزید ہو گی۔ اس کے لیے بھی انہیں، مسلمانوں کو اپنی بقا کے سامان کرنے ہوں گے۔ ایک اکائی بننا ہو گا۔ اپنی حالتوں کو بہتر کرنا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ یہ اسے سمجھنے والے ہوں۔ مسلمان ملکوں میں سوڈان وغیرہ میں مسلمان مسلمانوں پر جو ظلم کر رہے ہیں اس کے لیے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ انہیں بھی امن قائم کرنے کی توفیق دے۔ دین کا جو مقصد ہے اس کو یہ بھول گئے ہیں۔ اپنے بھائیوں کو مار رہے ہیں تو یہی وجہ ہے کہ جو غیر ہیں وہ بھی مسلمانوں پر ظلم کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کو اپنی اناؤں اور ذاتی خواہشات کو پورا کرنے کی بجائے ملک و قوم کی خدمت کرنے والا بنائے اور امن برباد کرنے والے بننے کی بجائے امن قائم کرنے والا بنائے۔

☆......☆......☆

(الفضل انٹرنیشنل ۲۲ تا ۲۷/جولائی ۲۰۲۴ء صفحہ ۵ تا ۹)

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

بنو قریظہ کی غدّاری اور مدینہ میں یہود کا خاتمہ

قانون شادی وطلاق

غزوہ بنو قریظہ ذوقعدہ ۵ ہجری

مطابق مارچ واپریل ۶۲۷ء

اس عہد و پیمان کے بعد سعد نے اپنا فیصلہ سنایا جو یہ تھا کہ ’’بنو قریظہ کے مقاتل یعنی جنگجو لوگ قتل کردیئے جائیں اور ان کی عورتیں اور بچے قید کرلئے جائیں اور ان کے اموال مسلمانوں میں تقسیم کردیئے جائیں۔‘‘ آنحضرت ﷺ نے یہ فیصلہ سنا تو بے ساختہ فرمایا لَقَدْ حَكَمْتَ بِحُكْمِ اللّٰهِ۔ یعنی ’’تمہارا یہ فیصلہ ایک خدائی تقدیر ہے۔‘‘ جو ٹل نہیں سکتی اور ان الفاظ سے آپ کا یہ مطلب تھا کہ بنو قریظہ کے متعلق یہ فیصلہ ایسے حالات میں ہوا ہے کہ اس میں صاف طور پر خدائی تصرف کام کرتا ہوا نظر آتا ہے اور اس لئے آپ کا جذبہ رحم اسے روک نہیں سکتا اور یہ واقعی درست تھا کیونکہ بنو قریظہ کا ابولبابہ کو اپنے مشورہ کے لئے بلانا اور ابولبابہ کے منہ سے ایک ایسی بات نکل جانا جو سراسر بے بنیاد تھی اور پھر بنو قریظہ کا آنحضرت ﷺ کو حَکَم ماننے سے انکار کرنا اور اس خیال سے کہ قبیلہ اوس کے لوگ ہمارے حلیف ہیں اور ہم سے رعایت کا معاملہ کریں گے سعد بن معاذ رئیس اوس کو اپنا حَکَم مقرر کرنا، پھر سعد کا حق وانصاف کے رستے میں اس قدر پختہ ہوجانا کہ عصبیت اور جتھہ داری کا احساس دل سے بالکل محو ہوجاوے اور بالآخر سعد کا اپنے فیصلہ کے اعلان سے قبل آنحضرت ﷺ سے اس بات کا پختہ عہد لے لینا کہ بہرحال اس فیصلہ کے مطابق عمل ہوگا، یہ ساری باتیں اتفاقی نہیں ہوسکتیں اور یقیناً اس کی تہ میں خدائی تقدیر اپنا کام کررہی تھی اور یہ فیصلہ خدا کا تھا نہ کہ سعد کا۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بنو قریظہ کی بدعہدی اور غداری اور بغاوت اور فتنہ وفساد اور قتل وخونریزی کی وجہ سے خدائی عدالت سے یہ فیصلہ صادر ہوچکا تھا کہ ان کے جنگجو لوگوں کو دنیا سے مٹادیا جاوے۔ چنانچہ ابتداءً آنحضرت ﷺ کو اس غزوہ کے متعلق غیبی تحریک ہونا بھی یہی ظاہر کرتا ہے کہ یہ ایک خدائی تقدیر تھی مگر خدا کو یہ منظور نہ تھا کہ اس کے رسول کے ذریعہ سے یہ فیصلہ جاری ہو اور اس لئے اس نے نہایت پیچ در پیچ غیبی تصرفات سے آنحضرت ﷺ کو بالکل الگ رکھا اور سعد بن معاذ کے ذریعہ اس فیصلہ کا اعلان کروایا اور فیصلہ بھی ایسے رنگ میں کروایا کہ اب آنحضرت ﷺ اس میں بالکل دخل نہیں دے سکتے تھے کیونکہ آپ وعدہ فرماچکے تھے کہ آپ بہرحال اس فیصلہ کے پابند رہیں گے اور پھر چونکہ اس فیصلہ کا اثر بھی صرف آپ کی ذات پر نہیں پڑتا تھا بلکہ تمام مسلمانوں پر پڑتا تھا اس لئے آپ اپنا یہ حق نہیں سمجھتے تھے کہ اپنی رائے سے خواہ وہ کیسی ہی عفو ورحم کی طرف مائل ہو اس فیصلہ کو بدل دیں یہی خدائی تصرف تھا جس کی طاقت سے متاثر ہوکر آپ کے منہ سے بے اختیار طور پر یہ الفاظ نکلے کہ قَدْ حَكَمْتَ بِحُكْمِ اللّٰهِ یعنی ’’اے سعد! تمہارا یہ فیصلہ تو خدائی تقدیر معلوم ہوتی ہے‘‘ جس کے بدلنے کی کسی کو طاقت نہیں۔

یہ الفاظ کہہ کر آپ خاموشی سے وہاں سے اٹھے اور شہر کی طرف چلے آئے اور اس وقت آپ کا دل اس خیال سے دردمند ہورہا تھا کہ ایک قوم جس کے ایمان لانے کی آپ کے دل میں بڑی خواہش تھی اپنی بدکرداریوں کی وجہ سے ایمان سے محروم رہ کر خدائی قہر وعذاب کا نشانہ بن رہی ہے اور غالباً اسی موقع پر آپ نے یہ حسرت بھرے الفاظ فرمائے کہ لَوْ آمَنَ بِيْ عَشَرَةٌ مِنَ الْيَهُوْدِ لَآمَنَتْ بِيَ الْيَهُوْدُ یعنی ’’اگر یہود میں سے مجھ پر دس آدمی یعنی دس بارسوخ آدمی بھی ایمان لے آتے تو میں خدا سے امید رکھتا تھا کہ یہ ساری قوم مجھے مان لیتی۔‘‘ اور خدائی عذاب سے بچ جاتی۔

وہاں سے اٹھتے ہوئے آپ نے یہ حکم دیا کہ بنو قریظہ کے مردوں اور عورتوں اور بچوں کو علیحدہ علیحدہ کردیا جاوے۔ چنانچہ دونوں گروہوں کو علیحدہ علیحدہ کرکے مدینہ میں لایا گیا اور شہر میں دو الگ الگ مکانات میں جمع کردیا گیا اور آنحضرت ﷺ کے حکم کے ماتحت صحابہ نے (جن میں سے غالباً کئی لوگ خود بھوکے رہے ہوں گے) بنو قریظہ کے کھانے کے لئے ڈھیروں ڈھیر پھل مہیا کیا اور لکھا ہے کہ یہودی لوگ رات بھر پھل نوشی میں مصروف رہے۔

دوسرے دن صبح کو سعد بن معاذ کے فیصلہ کا اجرا ہونا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے چند مستعد آدمی اس کام کی سرانجام دہی کے لئے مقرر فرمادیئے اور خود بھی قریب ہی ایک جگہ میں تشریف فرما ہوگئے تاکہ اگر فیصلہ کے اجرا کے دوران میں کوئی بات ایسی پیدا ہو جس میں آپ کی ہدایت کی ضرورت ہو تو آپ بلاتوقف ہدایت دے سکیں۔ نیز یہ کہ اگر کسی مجرم کے متعلق کسی شخص کی طرف سے رحم کی اپیل ہو تو اس میں آپ فوراً فیصلہ صادر فرماسکیں۔ کیونکہ گو سعد کے فیصلہ کی اپیل عدالتی رنگ میں آپ کے سامنے پیش نہیں ہوسکتی تھی مگر ایک بادشاہ یا صدر جمہوریت کی حیثیت میں آپ کسی فرد کے متعلق کسی خاص وجہ کی بنا پر رحم کی اپیل ضرور سن سکتے تھے۔ آپ نے بتقاضائے رحم یہ بھی حکم صادر فرمایا کہ مجرموں کو ایک ایک کرکے علیحدہ علیحدہ قتل کیا جاوے۔ یعنی ایک کے قتل کے وقت دوسرے مجرم پاس موجود نہ ہوں۔ چنانچہ ایک ایک مجرم کو الگ الگ لایا گیا اور بموجب فیصلہ سعد بن معاذ قتل کیا گیا۔

جب حیی بن اخطب رئیس بنو نضیر آیا تو آنحضرت ﷺ کی طرف دیکھ کر کہنے لگا کہ ’’اے محمد مجھے یہ افسوس نہیں ہے کہ میں نے تمہاری مخالفت کیوں کی لیکن بات یہ ہے کہ جو خدا کو چھوڑتا ہے خدا بھی اسے چھوڑ دیتا ہے۔‘‘ پھر لوگوں کی طرف دیکھ کر کہنے لگا ’’خدا کے حکم کے آگے کوئی چارہ نہیں ہے۔ یہ اسی کا حکم اور اسی کی تقدیر ہے۔‘‘ جب کعب بن اسد رئیس قریظہ کو میدان قتل میں لایا گیا تو آنحضرت ﷺ نے اسے اشارۃً مسلمان ہوجانے کی تحریک کی۔ اس نے کہا ’’اے ابوالقاسم! میں مسلمان تو ہوجاتا مگر لوگ کہیں گے موت سے ڈر گیا۔ پس مجھے یہودی مذہب پر ہی مرنے دو۔‘‘

ایک شخص زبیر بن باطیا رؤسائے قریظہ میں سے تھا۔ اس نے ایک مسلمان ثابت بن قیس نامی پر کسی زمانہ میں کوئی احسان کیا تھا۔ ثابت نے اس کے متعلق آنحضرت ﷺ سے سفارش کی کہ اسے چھوڑ دیا جاوے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ’’بہت اچھا! اسے چھوڑ دو۔‘‘ ثابت نے جاکر زبیر کو خوشخبری دی کہ تجھے آنحضرت ﷺ نے میری سفارش پر چھوڑ دیا ہے۔ زبیر نے کہا میرے بیوی بچے تو قید میں ہیں میں قتل سے بچ کر کیا کروں گا۔ ثابت پھر آنحضرت ﷺ کے پاس گیا اور کہا کہ زبیر یوں کہتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا ’’اس کے بیوی بچوں کو بھی آزاد کردو۔‘‘ ثابت نے جاکر زبیر کو پھر خوشخبری دی۔ جس پر اس نے کہا میرا مال تو مسلمانوں کے قبضہ میں جاچکا ہے میں صرف بیوی بچوں کو لے کر کیا کروں گا۔ ثابت نے پھر آنحضرت ﷺ سے عرض کیا اور آپ نے زبیر کے مال کے بھی واپس دیئے جانے کا حکم دے دیا۔ اب ثابت بہت خوش خوش زبیر کے پاس گیا کہ لو اب تمہارا مال بھی تمہیں واپس مل جائے گا۔ اس نے کہا یہ بتاؤ کہ ہمارے سردار کعب بن اسد اور یہود ان عرب کے رئیس حیی بن اخطب کا کیا حال ہے۔ ثابت نے کہا کہ وہ تو قتل کئے جاچکے۔ اس نے کہا جب یہ لوگ قتل ہوگئے تو پھر میں نے زندہ رہ کر کیا کرنا ہے۔ چنانچہ مقتل میں گیا اور تلوار کے سامنے اپنی گردن رکھ دی۔

ایک اور یہودی رفاعہ نامی تھا اس نے ایک رحم دل مسلمان خاتون کی منت سماجت کرکے اسے اپنی سفارش میں کھڑا کرلیا۔ اور آنحضرت ﷺ نے اس مسلمان خاتون کی سفارش پر رفاعہ کو بھی معاف فرمادیا۔ غرض اس وقت جس شخص کی بھی سفارش آپؐ کے پاس کی گئی آپ نے اسے فوراً معاف کردیا جو اس بات کی دلیل ہے کہ آپؐ سعدؓ کے فیصلہ کی وجہ سے مجبور تھے ورنہ آپ کا قلبی میلان ان کے قتل کئے جانے کی طرف نہیں تھا۔

مقتولین میں ایک یہودی عورت بھی تھی۔ جس نے محاصرہ کے وقت قلعہ پر سے ایک پتھر گراکر ایک مسلمان کو شہید کیا تھا۔ پس چونکہ اس نے اس باغیانہ جنگ میں عملی حصہ لیا تھا اور سعدؓ کا یہ فیصلہ تھا کہ جنگ میں حصہ لینے والوں کو قتل کیا جاوے اور چونکہ اس عورت کی طرف سے اپنی غداری اور بغاوت اور فعل قتل کے متعلق اظہار ندامت بھی نہیں ہوا اور نہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں کوئی رحم کی اپیل ہوئی اس لئے اسے بھی سعدؓ کے حکم کے مطابق مقتل میں لاکر قتل کیا گیا۔ غرض اس طرح کم وبیش چار سو آدمی اس دن سعدؓ کے فیصلہ کے مطابق قتل کئے گئے اور آنحضرت ﷺ نے صحابہ کو حکم دے کر ان مقتولین کو اپنے انتظام میں دفن کروادیا۔

بچے اور عورتیں جو سعد کے فیصلہ کے مطابق قید کرلئے گئے تھے ان کے متعلق بعض روایات سے پتہ لگتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ان کو نجد کی طرف بھجوادیا تھا جہاں بعض نجدی قبائل نے ان کا فدیہ ادا کرکے انہیں چھڑالیا تھا اور اس رقم سے مسلمانوں نے اپنی جنگی ضروریات کے لئے گھوڑے اور ہتھیار خریدے تھے۔ اگر ایسا ہوا ہو تو کوئی بعید نہیں کیونکہ نجدی قبائل اور بنو قریظہ آپس میں حلیف تھے اور غزوہ قریظہ سے صرف چند دن قبل ہی وہ غزوۂ احزاب میں مسلمانوں کے خلاف اکٹھے لڑ چکے تھے اور دراصل اہل نجد ہی کی انگیخت پر بنو قریظہ نے آنحضرت ﷺ کے خلاف بغاوت کا جھنڈا بلند کیا تھا۔ پس اگر نجد والوں نے اپنے حلیف بنو قریظہ کے قیدیوں کو مسلمانوں کے ہاتھ سے چھڑالیا ہو تو جائے تعجب نہیں۔ لیکن صحیح روایات سے پتہ لگتا ہے کہ یہ قیدی مدینہ میں ہی رہے تھے اور آنحضرت ﷺ نے انہیں حسب دستور مختلف صحابیوں کی نگرانی میں تقسیم فرمادیا تھا اور پھر ان میں سے بعض نے اپنا فدیہ ادا کرکے رہائی حاصل کرلی تھی اور بعض کو آنحضرت ﷺ نے یونہی بطور احسان کے چھوڑ دیا تھا اور پھر یہ لوگ بعد میں آہستہ آہستہ بطیب خاطر خود مسلمان ہوگئے چنانچہ ان میں سے عطیہ قرظی اور عبدالرحمن بن زبیر بن باطیا اور کعب بن سلیم اور محمد بن کعب کے نام تاریخ میں محفوظ ہیں اور یہ سب مسلمان ہوگئے تھے اور ان میں مؤخر الذکر شخص تو ایک بڑے پایہ کا مسلمان گزرا ہے۔

(سیرت خاتم النّبیین، صفحہ 600 تا 604، مطبوعہ قادیان 2006)

......☆......☆......☆......

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

یہ جو رات دن مسلمانوں کو کلمہ طیبہ کہنے کے واسطے تائید اور تاکید ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ بغیر اس کے کوئی شجاعت پیدا نہیں ہوسکتی۔

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 354، مطبوعہ 2018 قادیان)

طالب دُعا: جے عظیم احمد ولد مکرم جے وسیم احمد صاحب امیر ضلع محبوب نگر (صوبہ تلنگانہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

جب آدمی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتا ہے تو تمام انسانوں اور چیزوں اور حاکموں اور افسروں اور دشمنوں اور دوستوں کی قوت اور طاقت ہیچ ہوکر انسان صرف اللہ کو دیکھتا ہے اور اسکے سوائے سب اسکی نظروں میں ہیچ ہوجاتے ہیں پس وہ شجاعت اور بہادری کیساتھ کام کرتا ہے اور کوئی ڈرانے والا اسکو ڈرا نہیں سکتا۔ (ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 354، مطبوعہ 2018 قادیان)

طالب دُعا: صبیحہ کوثر وافراد خاندان (جماعت احمدیہ بھونیشور، صوبہ اڈیشہ)

M.F. STEELS & ALUMINIUM

Deals in All types of
Aluminium chennels, Section &
Steels, Pipes, Tubes, ACP, Sheet etc.

Sk. Muneer Ahmed
7008220172 9437147910
ahmedmuneersk@gmail.com

طالب دعا: شیخ منیر احمد (جماعت احمدیہ بھدرک، صوبہ اڈیشہ)

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے۔رضی اللہ عنہ)

{1528} **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔محترمہ عائشہ بیگم صاحبہ اہلیہ بابو محمد ایوب صاحب بدوملہوی نے بواسطہ مکرمہ محترمہ مراد خاتون صاحبہ والدہ خلیفہ صلاح الدین صاحب بذریعہ تحریر بیان کیا کہ’’ ۱۹۰۸ء میں جبکہ حضور علیہ السلام لاہور اپنے وصال کے دنوں میں تشریف فرما تھے، عاجزہ نے حضورؑ کے دست مبارک پر بیعت کی۔غالباً ۱۲ یا ۱۳ مئی ۱۹۰۸ء کو بیعت کی۔ خواجہ کمال الدین صاحب کے مکان میں میرے خاوند بابو محمد ایوب صاحب نے پہنچایا اور تھوڑا سا پھل عاجزہ کو ایک رومال میں ساتھ دیا۔خواجہ صاحب موصوف کی اہلیہ کو عاجزہ نے کہا کہ’’ میں نے حضرت صاحب کی بیعت کرنی ہے۔‘‘ اس نے جواب دیا کہ ’’ابھی عورتیں بیعت کر کے اتری ہیں اگر آپ ذرا پہلے آجاتیں تو ساتھ ہی چلی جاتیں۔اب دریافت کر لیتی ہوں بیٹھ جائیں۔‘‘ تھوڑی دیر بعد مجھے ایک لڑکی لے گئی۔ آپ اوپر بالا خانہ میں ایک کمرے میں تشریف فرما تھے۔ایک طرف حضرت ام المؤمنین ایک پلنگ پر بیٹھی ہوئی تھیں۔میں’’السلام علیکم‘‘ عرض کر کے حضرت اماں جان کے پلنگ کے پاس بیٹھ گئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ’’ یہ کون لڑکی ہے؟‘‘ اماں جان نے جواباً فرمایا کہ’’ پچھلے سال حسن بی بی بدوملہوی بہو بیاہ کر لائی تھی یہ وہی لڑکی ہے۔وہ پھل والا رومال میں نے حضرت اماں جان کے پلنگ پر رکھ دیا تھا پھر میں نے عرض کی کہ’’ میں نے بیعت کرنی ہے۔‘‘ اماں جان نے حضرت صاحب سے فرمایا کہ’’ یہ بیعت کرنا چاہتی ہے۔‘‘ تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ’’ یہاں آجائے۔‘‘ وہ رومال جو میں نے حضرت اماں جان کے پاس رکھا تھا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب جاتے ہوئے اپنی کم عمری کی وجہ سے ساتھ ہی لے گئی اور حضورؑ کے پاس رکھ دیا۔ بیعت کے بعد حضورؑ نے اپنی جیب سے چاقو نکالا اور ایک سیب کاٹا اور ایک قاش مجھے عطا فرمائی اور ایک حضور علیہ السلام نے خود رکھ لی اور باقی رومال حضورؑ نے اٹھایا اور فرمایا کہ’’ بیوی جی کے پاس لے جاؤ‘‘ اگرچہ آج بھی اس بات کو یاد کر کے اپنی حرکت پر ہنسی آتی ہے کہ پہلے پھل حضرت اماں جان کے پاس رکھا اور پھر اٹھا کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس لے گئی۔مگر اس بات کو یاد کر کے شکریہ سے دل بھر جاتا ہے کہ حضور علیہ السلام کے دست مبارک سے ایک قاش لینی نصیب ہوئی۔ فالحمدللہ علٰی ذٰلک۔

{1529} **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔محترمہ رسول بی بی صاحبہ اہلیہ حافظ حامد علی صاحبؓ وخوشدامن مولوی عبد الرحمن صاحب فاضل جٹ نے بواسطہ مکرمہ محترمہ مراد خاتون صاحبہ والدہ خلیفہ صلاح الدین صاحب بذریعہ تحریر بیان کیا کہ’’ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مرزا ارشد بیگ کی والدہ الفت بیگم کے متعلق الہام ہوا کہ وہ فوت ہو جائے گی۔ جو وقت فوت ہونے کا بتایا تھا اس دن کا کچھ حصہ ابھی باقی تھا کہ لوگوں نے شور مچانا شروع کر دیا کہ پیشگوئی جھوٹی نکلی ہے۔اور ڈھول بجا کر بھی شور مچایا مگر جب اذان شروع ہوئی تو ساتھ ہی گھر میں سے چیخوں کی آواز آنے لگ گئی۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ الفت بیگم ہی فوت ہوئی ہیں اس پر مخالفین بہت نادم ہوئے۔‘‘

{1530} **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔محترمہ سلطان بی بی صاحبہ اہلیہ مستری خیر دین صاحب قادر آباد نے بواسطہ مکرمہ محترمہ مراد خاتون صاحبہ والدہ خلیفہ صلاح الدین صاحب بذریعہ تحریر بیان کیا کہ’’ایک دن حضور سیر کو تشریف لے جا رہے تھے۔میری ساس ساتھ چلی گئی پھر واپس گھر تک چھوڑنے گئی وہ ہمیشہ ان کے ساتھ جایا کرتی تھی۔

ایک دن ہم بیعت کرنے کے لئے گئے۔ ہم تین عورتیں تھیں۔ہماری ساس ہم کو ساتھ لے کر گئی۔ میری ساس کچھ بتاشے لے کر گئی تھی۔حضورؑ پوچھنے لگے کہ’’ تمہاری بہو کون سی ہے؟ اور کس کی بیٹی ہے؟ میری ساس نے بتایا کہ میری بہو یہ ہے اور یہ میری بہن کی بیٹی ہے۔اس کے بعد بیعت ہوئی اور دعا کی گئی۔ وہ بتاشے جو ہم لے گئے تھے (ان میں سے حضورؑ نے) کچھ رکھ لئے اور کچھ مجھے دیئے۔

{1531} **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔محترمہ اہلیہ صاحبہ حضرت مولوی شیر علی صاحب نے بواسطہ مکرمہ محترمہ مراد خاتون صاحبہ والدہ خلیفہ صلاح الدین صاحب بذریعہ تحریر بیان کیا کہ’’ حضور علیہ السلام جب کام کرتے کرتے تھک جاتے تو اٹھ کر ٹہل ٹہل کر کام کیا کرتے تھے اور جب ٹہلتے ہوئے بھی تھک جاتے تو پھر لیٹ جاتے تھے اور حافظ حامد علی صاحب کو بلا کر اپنے جسم مبارک کو دبواتے تھے اور بعض دفعہ حافظ معین الدین صاحب کو بلواتے تھے اور حافظ معین الدین صاحب نے نظمیں خود بنائی ہوئی تھیں حضورؑ ان کو فرماتے کہ’’ اپنی نظمیں سناؤ‘‘ حافظ صاحب دباتے ہوئے نظمیں بھی سنایا کرتے تھے۔جب حافظ صاحب اس خیال سے کہ حضورؑ سو گئے ہوں گے خاموش ہو جاتے تو حضورؑ فرماتے کہ’’ حافظ صاحب آپ خاموش کیوں ہو گئے؟ آپ شعر سناویں۔‘‘ تو حافظ صاحب پھر سنانے لگ جاتے تھے‘‘

{1532} **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔محترمہ عائشہ صاحبہ بنت مستری قطب الدین صاحب بھیروی زوجہ خان صاحب ڈاکٹر محمد عبد اللہ صاحب پنشنر نے بواسطہ مکرمہ محترمہ مراد خاتون صاحبہ والدہ خلیفہ صلاح الدین صاحب بذریعہ تحریر بیان کیا کہ’’ میرے والد اکثر نئی لکڑی (عصا) بنا کر حضرت اقدسؑ کی خدمت میں پیش کیا کرتے تھے اور حضورؑ کی مستعملہ لکڑی اس سے تبرکاً بدلوا لیا کرتے تھے۔ایک دن ایک نئی لکڑی دے کر مجھے بدلوانے کے واسطے بھیجا۔حضورؑ اس وقت اُمّ ناصر کے آنگن میں ٹہل رہے تھے۔حضورؑ نے فرمایا کہ ’’اندر سے میرا سوٹا اٹھا لا۔‘‘ میں اندر گئی اور ایک سوٹا اٹھا لائی۔حضورؑ نے فرمایا کہ’’ یہ تو حافظ مانا کا ہے۔‘‘ تب میں پھر جا کر دوسرا اٹھا لائی تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ’’ یہ ہمارا ہے اسے لے جاؤ اور اپنے ابّا سے کہہ دینا کہ جس گھر میں یہ ہوگا اس گھر میں سانپ کبھی نہیں آویگا۔ چنانچہ وہ سوٹا اب تک موجود ہے اور سانپ گھر میں کبھی نہیں دیکھا گیا۔‘‘

{1533} **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔محترمہ مہتاب بی بی صاحبہ از لنگر وال نے بواسطہ مکرمہ محترمہ مراد خاتون صاحبہ والدہ خلیفہ صلاح الدین صاحب بذریعہ تحریر بیان کیا کہ’’ ایک بار میں نے حضرت اقدسؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ لوگ تسبیح پر وظیفہ پڑھتے ہیں۔مجھے بھی کوئی وظیفہ بتائیں تا کہ میں بھی تسبیح پر پڑھا کروں۔ آپؑ کچھ دیر خاموش رہے پھر فرمایا کہ’’ آپ کو اگر تسبیح کا شوق ہے تو یہ وظیفہ پڑھا کرو۔‘‘

’’یَا حَفِیْظُ. یَا عَزِیْزُ. یَا رَفِیْقُ. یَا وَلِیُّ اشْفِنِیْ‘‘

{1534} **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔محترمہ رسول بی بی صاحبہ اہلیہ حافظ حامد علی صاحبؓ وخوشدامن مولوی عبد الرحمن صاحب فاضل جٹ نے بواسطہ مکرمہ مراد خاتون صاحبہ والدہ خلیفہ صلاح الدین صاحب بذریعہ تحریر بیان کیا کہ’’ ایک دفعہ میرے خاوند کے چچا کا نکاح ہونے والا تھا حضور نے بھی برات کے ساتھ جانا تھا۔ میرے خاوند حافظ حامد علی صاحبؓ کو حضورؑ نے پہلے بھیج دیا تھا کہ وہ حضورؑ کا کھانا تیار کر کے لائیں۔ میری ساس سے چالیس پچاس پراٹھے اور دس بارہ سادہ روٹیاں۔آم کا اچار اور بارہ سیر شکر لے کر حافظ صاحب کتھونگل پہنچ گئے وہاں حضورؑ نے کھانا کھایا۔پھر حضورؑ نے حافظ صاحب کو گھر بھیجا کہ’’ جا کر صلح کراؤ ہم آکر نکاح کر دیں گے۔‘‘ شام کو حضورؑ پہنچ گئے اور نکاح کرا دیا۔دولہا کو کہا کہ’’ اپنے گھر جاؤ‘‘ اور حافظ صاحب کو کہا ’’ اپنے گھر جاؤ‘‘ آپ حضور علیہ السلام وہیں دالان میں سو گئے۔

صبح اٹھ کر حضورؑ پیشاب کرنے گئے تو مٹی کا ڈھیلا (وٹوانی کے لئے) مانگا۔ایک شخص نے جس کا نام مہر دین تھا ایک دیوار سے مٹی اکھیڑ کر دے دی۔حضور علیہ السلام نے دریافت فرمایا کہ’’ مٹی کہاں سے لائے ہو؟‘‘ اس نے کہا کہ’’ ارائیں کی دیوار سے لایا ہوں۔‘‘ حضورؑ نے فرمایا کہ’’ کیا اس کو پوچھ لیا تھا؟‘‘ اس نے کہا کہ’’ وہ تو ہمارا موروث ہے۔‘‘ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ’’ وہیں رکھ دو۔میں نہیں لیتا۔‘‘

{1535} **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔محترمہ فہمیدہ بیگم صاحبہ بنت پیر افتخار احمد صاحب زوجہ میر احمد صاحب قریشی نے بواسطہ مکرمہ محترمہ مراد خاتون صاحبہ والدہ خلیفہ صلاح الدین صاحب بذریعہ تحریر بیان کیا کہ حضورؑ قضائے حاجت کو جاتے تو میں عموماً لوٹے میں گرم پانی وضو کے واسطے باہر رکھ آتی۔ایک دن غلطی سے زیادہ گرم پانی رکھا گیا تو حضورؑ وہ لوٹا اٹھا لائے اور میرا ہاتھ پکڑ کر اس پر گرم پانی ڈال دیا۔ میں ایسی شرمندہ ہوئی کہ کئی دن حضورؑ کے سامنے نہ ہو سکی۔

حضور ان دنوں نماز مغرب وعشاء جمع کرایا کرتے تھے۔ایک دن میں نے کہا کہ حضورؑ ساریاں کے واسطے (یعنی سب کے لئے) دعا کریں۔‘‘ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ’’ کیا کہا؟ صالحہ کے واسطے (جو حضرت میر محمد اسحٰق صاحب کی بیوی ہیں) دعا کروں؟‘‘ میں نے کہا کہ’’ حضورؑ! ساریاں کے واسطے۔‘‘

{1536} **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔محترمہ زینب صاحبہ اہلیہ مستری چراغ دین صاحب قادر آباد نے بواسطہ مکرمہ محترمہ مراد خاتون صاحبہ والدہ خلیفہ صلاح الدین صاحب بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دن میں اپنی سوتیلی والدہ کے ساتھ درس سننے گئی۔ میں اپنے چھوٹے بھائی کو جہاں جوتیاں تھیں کھلانے لگی جب حضور درس ختم کر کے اٹھے تو مجھے فرمانے لگے کہ’’ بچہ کو اٹھا لو۔ بچے کا جوتیوں سے کھیلنا اچھا نہیں ہوتا۔‘‘

(سیرۃ المہدی، جلد2، حصہ پنجم، مطبوعہ قادیان 2008)

۞۞۞۞

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

دِل ہوا جاتا ہے ہر دم بے قرار ۞ کِس بیاباں میں نکالوں یہ بخار

ہو گئے ہم دَرد سے زیر و زبر ۞ مَر گئے ہم پر نہیں تم کو خبر

طالب دعا: محمد نوراللہ شریف صاحب مرحوم وافراد خاندان (جماعت احمدیہ شموگہ، صوبہ کرناٹک)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

کیوں نہیں لوگو تمہیں حق کا خیال ۞ دِل میں آتا ہے مرے سَو سَو اُبال

آنکھ تر ہے دِل میں میرے درد ہے ۞ کیوں دِلوں پر اس قدر یہ گرد ہے

طالب دعا: ضیاء الدین خان صاحب مع فیملی (حلقہ محمود آباد، جماعت احمدیہ کیرنگ صوبہ اڈیشہ)

ایسا کوئی بھی کاروبار جس کے سود میں آپ directly involve نہیں ہیں وہ سود نہیں ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ سارا نظام جو ہے وہ بالکل اَپ سیٹ ہو چکا ہے، زیروزبر ہو چکا ہے، نئے اجتہاد کی ضرورت ہے

اگر اس طرح باریکی میں جاکر دیکھنے لگیں تو پھر بنک کی نوکری بھی جائز نہیں ہو سکتی

پھر آج کل جو ساری انڈسٹری ہے، سارے کاروبار ہیں وہ سارے جس اکنامک سسٹم پر چل رہے ہیں وہ سارا ہی interest based ہے

ہر کامیابی کے لیے تمہیں محنت کرنی ہوگی، اگر تم محنت کرتے ہو تو اپنے مقصود کو پالو گے اور اللہ تعالیٰ بھی تمہاری مدد کرے گا

اور اسکے ساتھ ایک احمدی ہونیکے ناطے خدا تعالیٰ سے دعا بھی کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے تمہاری مدد کرے

اور اسکو تمہارے لیے آسان کر دے، تو اس طرح سے اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کریگا اور تم کم وقت میں، کم محنت کیساتھ بہتر رنگ میں اپنے ٹارگٹ کو پالو گے

بچپن ہی سے ہمیں بچوں کے ذہنوں میں اس بات کو ڈالنا ہوگا کہ ہمیں اسلام کی تعلیمات پر عمل کرنا چاہیے

اور ہمیں ان اخلاق کو اپنانے کی ضرورت ہے جو ہمیں اللہ تعالیٰ اور اسلامی تعلیمات نے سکھائے ہیں

اگر آپ کے پاس خدام الاحمدیہ کا کوئی کام ہے لیکن آپ جماعتی الیکشن میں کسی خدمت کے لیے elect ہو جاتے ہیں تو جماعتی خدمت پہلی preference ہے، پھر آپ اگر سمجھتے ہیں کہ آپ خدام الاحمدیہ کے کام اس کے ساتھ ساتھ نہیں جاری رکھ سکتے تو پھر آپ خدام الاحمدیہ کو کہہ سکتے ہیں کہ کیونکہ جماعتی خدمت پہلی preference ہے اس لیے خدام الاحمدیہ کا میرا یہ کام کسی اور کو دے دو اور اگر آپ سمجھتے ہیں کہ آپ دونوں سے انصاف کر سکتے ہیں تو پھر جاری رکھیں، پہلی خدمت جماعتی دوسری ذیلی تنظیموں کی

کوئی بھی بیماری آتی ہے، کوئی بھی وبا پھیلتی ہے، کوئی بھی مشکل آتی ہے، تو جو اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنے والے لوگ ہیں ان کو یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے آگے جھکیں، اور ان تکلیفوں اور ان پریشانیوں اور ان دکھوں سے بچنے کے لیے دعا کریں، اسی طرح کورونا بھی آیا اور یہ pandemic تھا، جن کی فطرت نیک تھی جو مذہبی رجحان اور خیالات رکھنے والے تھے ان کا جھکاؤ اللہ تعالیٰ کی طرف ہوا، ہر آفت جو آتی ہے اس پہ استغفار کرنی چاہیے اور اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنا چاہیے، اگر بارش آرہی ہے تو بارش کو بھی ایسے ہی نہیں لینا چاہیے کہ ہاں آرہی ہے بڑا فائدہ ہوگا، بارشیں بھی طوفان بن جاتی ہیں

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کیساتھ خدام الاحمدیہ Sydney آسٹریلیا کی آن لائن ملاقات اور حضور انور کی زرّیں نصائح

امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 26/جون 2022ء کو خدام الاحمدیہ Sydney، آسٹریلیا سے آن لائن ملاقات فرمائی۔حضورِ انور نے اس ملاقات کو اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں قائم ایم ٹی اے اسٹوڈیوز سے رونق بخشی جبکہ خدام الاحمدیہ نے مسجد بیت الہدیٰ Sydney سے آن لائن شرکت کی۔اس ملاقات کا آغاز حسب روایت تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔

اس کے بعد گذشتہ ہفتے کی کلاس میں پوچھے گئے ایک سوال کے جواب کی مزید وضاحت کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ پچھلی دفعہ ایک سوال ہوا تھا کہ جو بینک سے loan لیتے ہیں یا بینکنگ سسٹم ہے یا brokerage وغیرہ ہے یہ جائز ہے کہ نہیں؟ اس کا جواب تو میں نے دیا تھا لیکن جو نیوز میں کچھ جواب آیا تھا، آخری حصہ کا نہیں آیا تھا۔اس لیے کہ مجھے خود بھی اس پہ کچھ تسلی نہیں تھی۔ مَیں نے کہا مزید تحقیق ہو جائے اور بعض لوگوں نے لکھا بھی کہ اگر یہ بروکریج اس طرح منع ہے تو پھر ہم بزنس ختم کر دیتے ہیں۔ انہوں نے اچھا اخلاص دکھایا۔تو بہر حال اس کے بارے میں بتادوں کہ یہ کمیشن لینے والی جو بات ہے اس میں کیونکہ ڈائریکٹ آپ interest نہیں لے رہے تو اس لیے یہ جائز ہے۔کمیشن لے رہے ہیں۔ یہ لینا جائز ہے اور اس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی جائز فرمایا ہے۔مثلاً جو money exchange والے ہیں وہ بھی جو زائد کمیشن لیتے ہیں وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا جائز ہے۔سود نہیں ہے۔ اسی طرح ایسا کوئی بھی کاروبار جس کے سود میں آپ directly involve نہیں ہیں وہ سود نہیں ہے۔باقی میں نے پچھلی دفعہ بھی بتایا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ سارا نظام جو ہے وہ بالکل اَپ سیٹ (upset) ہو چکا ہے، زیروزبر ہو چکا ہے، نئے اجتہاد کی ضرورت ہے۔ اگر اس طرح باریکی میں جاکر دیکھنے لگیں تو پھر بنک کی نوکری بھی جائز نہیں ہو سکتی۔ پھر آج کل جو ساری انڈسٹری (industry) ہے، سارے کاروبار ہیں وہ سارے جس اکنامک سسٹم پر چل رہے ہیں وہ سارا ہی interest based ہے۔تو پھر آپ کپڑے بھی نہیں پہن سکتے۔پھر آپ کو یہاں کے پرانے لوگوں کی طرح پتے باندھ کے پھرنا پڑے گا۔اس لیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ آج کل کے سسٹم میں کیونکہ سارا نظام اَپ سیٹ (upset) ہو چکا ہے اور ویسے بھی directly involve نہیں ہے اس لیے جائز ہے اور میں نے پچھلی دفعہ بھی مثال دی تھی کہ اگر اپنی چیز کی کوئی زیادہ قیمت مقرر کرتا ہے کیونکہ بعد میں پیسے دینے ہیں تو وہ بھی جائز ہے۔ بلکہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پوچھا کہ جو شراب وغیرہ کی نوکری کرتے ہیں دیکھتے ہیں کہ کون [بیچنے کے لیے] لائسنسڈ (licenced) لوگ ہیں۔یہ جائز ہے کہ نہیں؟ آپ نے فرمایا کہ تم نوکری کر رہے ہو تم براہ راست شراب نہیں بیچ رہے۔ گورنمنٹ کی نوکری ہے صرف چیک کر رہے ہو کہ لائسنس (licence) کے مطابق وہ بیچ رہا ہے کہ نہیں بیچ رہا۔تو اس لیے اس میں کوئی حرج نہیں۔تو بہر حال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ کوشش یہی کرنی چاہیے کہ اگر اس سے بھی بہتر نوکری مل جائے جس میں کسی طرح بھی involvement نہ ہو تو ٹھیک ہے۔ بلکہ حضرت خلیفہ ثانیؓ سے کسی نے سوال کیا کہ مَیں ایک سردار صاحب کے ہاں ملازمت کرتا ہوں جو سود کا کاروبار کرتا ہے سود پہ پیسے دیتا ہے اور اس کا حساب کتاب میں رکھتا ہوں۔تو کیا یہ جائز ہے؟ آپؓ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے تم نوکری کر رہے ہو تمہارے لیے جائز ہے۔تو اس لحاظ سے یہ brokerage والا جو کمیشن ایجنٹ کا سوال ہے ناں یہ جائز ہے۔اگر سود آپ وصول کر رہے ہیں کسی سے وہ ناجائز ہے۔ٹھیک ہے! تو یہ صرف آسٹریلیا میں ہی نہیں ہر جگہ دنیا میں ہو رہا ہے۔ یہ کمیشن ایجنٹ والا کام آپ کر سکتے ہیں کیونکہ آپ اپنی سروس کی ایک محنت لے رہے ہیں۔ ہاں بعض دفعہ یہ ہوتا ہے کہ بعض لوگ مجبور ہوتے ہیں ان کو loan چاہیے ہوتا ہے اور جو loan دینے والی lending ایجنسیاں ہیں وہ [منظور] نہیں کرتیں تو جو بروکر ہے وہ بیچ میں ان کے لیے کام کروا دیتا ہے۔وہ دیکھ لیتا ہے کہ بندہ مجبور ہے تو اگر اس کی فیس سو روپیہ ہے یا سو پاؤنڈ ہے یا سو ڈالر ہے تو پانچ سو یا ہزار ڈالر لیتا ہے، وہ فائدہ نہیں اٹھانا چاہیے۔ ہاں مدد کے لیے جو آپ نے فیس مقرر کی ہوئی ہے وہی

رکھیں۔ یہ نہیں کہ کوئی مجبور آدمی دیکھا تو اس سے ایکسٹرا چارج کرنا شروع کر دیا، otherwise یہ brokerage کا کام جائز ہے۔ٹھیک ہے۔جس نے سوال کیا تھا اس کو بھی بتا دیں۔

اس کے بعد خدام کو حضور انور سے سوالات پوچھنے کا موقع ملا۔ایک خادم نے سوال کیا کہ کبھی کبھار انسان کو جب کسی چیز میں کامیابی نہیں ملتی تو اس کی وجہ سے ایک مایوسی کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔اس کیفیت میں انسان کا کسی بھی چیز میں دل نہیں لگتا اور یہ کیفیت انسان کے اپنے کنٹرول (control) میں بھی نہیں ہوتی۔اس موقع پر انسان یہ سوچ کر دل کو تسلی دینے کی کوشش بھی کرتا ہے کہ ہر کام میں اللہ کی مصلحت ہوتی ہے لیکن پھر بھی اس کیفیت سے نکلنا بہت مشکل ہوتا ہے۔پیارے حضور! راہنمائی فرمائیں کہ انسان کو اس کیفیت میں کیا کرنا چاہیے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کا ایک شعر ہے کہ

مایوس و غمزدہ کوئی اس کے سوا نہیں
قبضہ میں جس کے قبضۂ سیف خدا نہیں

اللہ تعالیٰ کی تلوار کو ہاتھ میں رکھو۔یہ یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ ہے۔یہ یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ دعائیں سنتا ہے یہ یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس حالت میں جو گزار رہا ہے یہ شاید کوئی چھوٹا سا عارضی trial ہو، کوئی امتحان ہو جس میں سے ہم نے گزرنا ہے اور اس امتحان میں سے گزرنے کے بعد پھر اللہ تعالیٰ کامیابی دے گا اور انسان اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کر رہا ہو۔یہ یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ دعائیں قبول کرتا ہے۔

یہ تو ایک نیچرل چیز ہے۔مایوسی کی کیفیت آتی ہے۔سا انسان کی طبیعت میں نفسیاتی اثر بھی ہو جاتا ہے۔لیکن ایسی حالت میں بالکل ہی desperate ہو کے سب کچھ چھوڑ کے گھر بیٹھ جانا یا کمرہ بند کر کے ڈپریشن میں چلے جانا یہ چیز غلط ہے۔اس وقت ہمت کرنی چاہیے، will power سے کام لینا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرنی چاہیے۔اور اگر ڈپریشن کی بہت ہی زیادہ critical حالت ہو گئی ہے تو پھر ڈاکٹر کے پاس جا کے علاج بھی کرا لینا چاہیے کیونکہ پھر یہ بیماری کی صورت بن جاتی ہے۔تو اس کو بیماری کے طور پر ٹریٹ (treat) کرواور دوائی لو تا کہ اس ڈپریشن کے فیز (phase) سے انسان باہر نکل آئے، otherwise اللہ تعالیٰ کے آگے جھکو اور اس سے دعا مانگو۔اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو اور کوشش کرو کہ مَیں نے اس فیز (phase) سے باہر نکلنا ہے۔اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے: اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ۔(الرعد:29) کہ اللہ تعالیٰ کا بار بار ذکر کرو، تمہارے دلوں کو اطمینان نصیب ہو گا۔اور اس کے لیے کوشش کرنی پڑتی ہے، will power سے کام لینا پڑتا ہے اور جو حقائق ہیں ان کو فیس (face) کرنا چاہیے۔مرد بننا چاہیے۔اس کا اور کوئی علاج نہیں ہے۔یہی علاج ہے کہ will power اور دعا اور کوشش اور محنت۔ہو سکتا ہے ایک کام میں انسان ناکام ہوتا ہے، کامیابی نہیں ملتی تو دوسرے کام میں کامیابی مل جائے۔بعض دفعہ لمبا عرصہ نہیں ملتی اور ایک ٹرائل (trial) میں انسان جا رہا ہوتا ہے لیکن خدا کو چھوڑ کے کہیں اور رستہ بھی نہیں ہے۔اس مجذوب کی طرح جو بیٹھا تھا اور نعرے لگایا کرتا تھا ’’اللہ میاں تیری دنیا پسند نہیں آئی۔‘‘ حضرت خلیفہ اوّلؓ بھی وہاں سے گزرا کرتے تھے تو یہی نعرے لگاتا تھا۔ایک دن وہ سر نیچے کیے بڑا خاموش بیٹھا تھا۔انہوں نے پوچھا آج نعرے نہیں لگا رہے اللہ تعالیٰ تیری دنیا پسند نہیں آئی؟ کہتا: آج اللہ میاں نے مجھے جواب دے دیا۔انہوں نے کہا: کیا جواب دیا؟ اس نے کہا: اچھا پھر جو دنیا پسند ہے وہاں چلے جاؤ۔تو دنیا تو یہی ہے۔اسی میں رہنا ہے اسی میں گزارا کرنا ہے۔تو اسی میں ہمت اور مردانگی سے رہنا پڑے گا۔

ایک خادم نے سوال کیا کہ کچھ لوگ کم محنت کے ساتھ بہت کچھ حاصل کر لیتے ہیں جبکہ کچھ لوگ بہت زیادہ محنت کرتے ہیں لیکن پھر بھی کامیابی حاصل نہیں ہوتی۔ہمیں کس طرح پتا چل سکتا ہے کہ آیا یہ قسمت ہے یا محنت میں کمی کا باعث ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ تمہیں کس طرح پتا کہ انہوں نے صحیح معنوں میں محنت نہیں کی۔تمہیں صرف اپنے بارے میں ہی پتا ہے۔بعض اوقات لوگ کہتے ہیں کہ میں نے فلاں مضمون کو سیکھنے کے لیے دو گھنٹے لگائے۔اور میں نے یہ کام بھی آسانی سے کر لیا اور کم محنت سے کر لیا۔کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کو خداداد صلاحیتیں عطا ہوتی ہیں اور وہ مشکلات کا حل جلدی نکال لیتے ہیں۔لیکن یہ نہیں کہ وہ ہر کام میں بہت اچھے ہوتے ہیں۔کبھی کوئی ریاضی میں اچھا ہوتا ہے کچھ جغرافیہ میں کچھ حیاتیات میں، کچھ فزکس میں کچھ کیمسٹری میں اور کچھ دوسرے مضامین میں۔کچھ بہت آسانی سے ہندسوں کو یاد کر لیتے ہیں اور کچھ ہوتے ہیں جن کو اعداد و شمار میں تو دقت ہوتی ہے لیکن وہ تاریخ کو بہت اچھی طرح یاد رکھتے ہیں۔دنیا میں بہت سی مختلف صلاحیتوں اور قابلیتوں کے لوگ پائے جاتے ہیں۔عام طور پر لوگوں کا معیار درمیانی سطح کا ہے اور ان کو کچھ سیکھنے یا اپنا کام مکمل کرنے میں وقت لگتا ہے اور جو بھی انہوں نے حاصل کرنا ہے وہ حاصل کرتے ہیں۔تو بنسبت اس کے اس کو دیکھا جائے کہ دوسرے نے کیا کوشش کی ہے یا محنت کی ہے، تمہیں ہر کام کو اپنی صلاحیتوں کے مطابق کرنا چاہیے۔تو ہر کامیابی کے لیے تمہیں محنت کرنی ہو گی۔اگر تم محنت کرتے ہو تو اپنے مقصود کو پا لو گے اور اللہ تعالیٰ بھی تمہاری مدد کرے گا۔اور اس کے ساتھ ایک مسلمان ہونے کے ناطے اور احمدی ہونے کے ناطے خدا تعالیٰ سے دعا بھی کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے تمہاری مدد کرے اور اس کو تمہارے لیے آسان کر دے۔تو اس طرح سے اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا اور تم کم وقت میں یا کم محنت کے ساتھ یا بہتر رنگ میں اپنے ٹارگٹ (Target) کو پا لو گے۔

ایک خادم نے سوال کیا کہ یہاں پر زیادہ تر خدام ایسے ہیں جو یہاں پیدا ہوئے ہیں یا پھر برصغیر سے یہاں آئے ہیں ان دونوں میں ایک کلچر کا فرق ہو جاتا ہے تو مجلس خدام الاحمدیہ کو اس فرق کو دور کرنے کے لیے کیا کرنا چاہیے تا کہ کام ہم آہنگی کے ساتھ ہو سکے؟

حضور انور نے فرمایا: جو یہاں پیدا ہوئے ہیں ان کی ذہنیت مختلف ہے۔جس ماحول میں وہ پلے، بڑے ہوئے ہیں وہ مختلف ہے لیکن ایک بڑی تعداد ایسی بھی ہے جنہوں نے پاکستان اور دوسرے ممالک سے ہجرت کی ہے۔کچھ فجی سے آئے ہیں ان کا تو ماحول ایک ہی ہے۔لیکن فرق صرف ان میں ہے جو پاکستان سے آئے ہیں۔اس لیے مَیں ہمیشہ کہتا آیا ہوں کہ والدین کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کی بچپن سے ہی تربیت کریں۔ان کو بتائیں کہ وہ کون ہیں۔مذہب کی اہمیت کیا ہے؟ وہ احمدی مسلمان کیوں ہیں؟ اور ان کو کیوں دن میں پانچ نمازیں ادا کرنی چاہئیں؟ ان کو قرآن کریم کی تلاوت کیوں کرنی چاہیے اور اوامر اور نواہی سیکھنے چاہئیں؟ اور ان پر ہمیں کیوں عمل کرنا چاہیے؟ اس طریق سے بچوں کو علم ہو گا کہ ہماری ذمہ داریاں کیا ہیں اور ہم کون ہیں۔پھر اگر وہ مغربی ماحول میں بھی بڑے ہوئے ہیں تو ان میں اچھے اور بُرے میں تمیز کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے گی۔انہیں پتا ہو گا کہ یہ وہ بداخلاقیاں ہیں جن کا مغربی معاشرہ تو اجازت دیتا ہے لیکن اسلام منع کرتا ہے۔مثلاً اسلام مردوں کو کہتا ہے کہ ہمیشہ غضِ بصر سے کام لیا کرو اور کھلے طور پر عورتوں کو نہیں دیکھا کرو اور ایسی چیز کا مزہ نہ لو جو کہ اخلاقی طور پر بری ہے۔اسی طرح سے اسلام عورتوں کو بھی کہتا ہے کہ ان کو بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھنی چاہئیں اور پردہ کرنا چاہیے تا کہ ان کی خوبصورتی مردوں کو آزادانہ طور پر دکھائی نہ دے۔آج کل مختلف قسم کی ترجیحات ہیں تو یہ سب کچھ اسلام میں بداخلاقی مانی جاتی ہے۔پس ہمیں ان کی بچپن ہی سے تربیت کرنا ہو گی۔یہ والدین کی ذمہ داری ہے اور یہ خدام الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ کی بھی ذمہ داری ہے کہ انہیں بتائیں کہ یہ اچھی باتیں ہیں اور یہ بری باتیں ہیں، یہ وہ باتیں ہیں جو خدا تعالیٰ کو پسند نہیں ہیں۔ان باتوں کے متعلق ہماری یہ تعلیم ہے کہ ہم ان سے بچ کر رہیں۔پس اس کام میں محنت کرنا ہو گی۔صرف خدام الاحمدیہ ہی نہیں بلکہ والدین کو بھی اس میں حصہ ڈالنا ہو گا اور ان کو انصار اللہ خدام الاحمدیہ اور لجنہ کے تحت تعلیم دینا ہو گی کہ وہ اپنے بچوں کی گھروں میں کیسے تربیت کر سکتے ہیں۔یہ ایک مشکل کام ہے مگر آپ کو اس چیلنج کا سامنا کرنا ہو گا۔آپ کو سخت محنت کرنا ہو گی۔اور اگر والدین بھی مدد کر رہے ہوں گے اور اپنے بچوں کی گھروں میں تربیت کر رہے ہوں گے اور اطفال الاحمدیہ کی تنظیم بھی اس بات میں محنت کر رہی ہو گی کہ وہ بچوں کو اس بات سے آگاہ کریں کہ جو کچھ وہ اسکولوں میں سیکھتے ہیں ان میں سے کیا اچھا ہے اور کیا برا ہے کیونکہ انہیں اسکولوں میں آج کل مختلف تربیت ملتی ہے۔آزادیٔ اظہار اور پسند ناپسند کی آزادی کے نام پر کچھ غیر اخلاقی باتیں بچوں کے ذہنوں میں آ رہی ہیں اور وہ سوچتے نہیں ہیں بلکہ بالکل خیال نہیں رکھتے۔وہ اچھے اور بُرے کے درمیان فرق نہیں کر سکتے۔پس ہمیں ان کو بتانا ہو گا کہ کیا بُرا ہے اور کیا اچھا ہے؟ اور ان چیزوں کے ان کی مستقبل کی زندگی پر کیا اثرات ہوں گے؟ اور اگر آپ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ سے کس طرح کا سلوک کرے گا اگر آپ اس پر عمل نہیں کریں گے۔تو بچپن ہی سے ہمیں بچوں کے ذہنوں میں اس بات کو ڈالنا ہو گا کہ ہمیں اسلام کی تعلیمات پر عمل کرنا چاہیے اور ہمیں ان اخلاق کو اپنانے کی ضرورت ہے جو ہمیں اللہ تعالیٰ اور اسلامی تعلیمات نے سکھائے ہیں۔

ایک خادم نے سوال کیا کہ ہمیں اس بات کا علم ہے کہ خلفاء کا انتخاب اللہ تعالیٰ کرتا ہے ہم اس بات کا ثبوت غیر احمدیوں کو کس طرح دے سکتے ہیں جب وہ کہتے ہیں کہ ہمارا خلیفہ لوگوں کے ذریعہ چنا جاتا ہے؟

حضور انور نے فرمایا: دیکھیں اللہ تعالیٰ بندوں کو استعمال کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں ڈالتا ہے۔بے شمار ایسے لوگ ہیں جو مجلس انتخاب خلافت کے ممبر ہیں، جو خلیفہ کا انتخاب کرتی ہے۔میرے انتخاب میں بھی مَیں لوگوں میں جانا نہیں جاتا تھا۔میرے خیال میں پانچ فیصد سے زیادہ لوگ میرے بارے میں نہیں جانتے تھے۔کچھ عرب تھے غیر ملکی تھے افریقن تھے وہ کہتے ہیں کہ اچانک کچھ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ڈالا کہ تم اپنا ہاتھ اس شخص کے حق میں کھڑا کرو۔چنانچہ گو لوگ اس شخص کا انتخاب کرتے ہیں لیکن یہ اللہ تعالیٰ ہوتا ہے جو ان کے دلوں میں ڈالتا ہے اور اچھی خاصی تعداد میں مختلف لوگوں کی روایات اور تاثرات ہیں جن میں انہوں نے بیان کیا ہے کہ انتخاب کے دوران ان کی کیا کیفیات تھیں اور کیا ہوا۔اگر آپ اسے پڑھیں اور اپنا علم بڑھائیں تو آپ اپنے غیر احمدی دوستوں کو بلکہ اپنے ساتھ خدام کو بھی مطمئن کر سکتے ہیں۔خدام الاحمدیہ کے بھی کئی ممبران ہیں جو اس بارے میں واضح نہیں ہیں۔ان کے دماغوں میں کچھ شبہات ہیں۔چنانچہ آپ کو ان کے شبہات دور کرنے ہوں گے۔پہلے آپ پڑھیں اور پھر ان کے شبہات دور کریں۔قرآن میں بھی لکھا ہے کہ مختلف طریق ہیں۔کبھی اللہ تعالیٰ خود کسی کو مقرر کرتا ہے جیسا کہ انبیاء ہیں، کبھی کچھ افراد کے ذریعہ اور یہ ہم تاریخ اسلام میں بھی دیکھتے ہیں۔حضرت ابوبکرؓ کو کس نے منتخب کیا؟ انصار اور مہاجر میں اختلاف تھا، وہ اپنے اپنے قبائل سے اپنی قوم سے چننا چاہتے تھے۔انصار کہہ رہے تھے ہمارا خلیفہ انصار میں سے ہو، مہاجرین کہہ رہے تھے کہ نہیں ہم اپنا خلیفہ مہاجرین میں سے چنیں۔پھر حضرت عمرؓ نے، حضرت ابوبکرؓ نے اس معاملے پر تقریر کی اور بعد ازاں بآسانی اس نتیجے پر پہنچے کہ ہم ابوبکرؓ کی بیعت کریں۔یہی بات حضرت عمرؓ کے انتخاب کے موقع پر ہوئی اور یہ اسلامی تاریخ میں ہے اور اسی کی ہمارے نظام میں پیروی ہوتی ہے۔ہم نے کوئی نیا نظام شروع نہیں کیا۔ہم تو اسی پرانے نظام کی پیروی کر رہے ہیں۔اگر یہ غیر احمدی مسلمانوں کے لیے ہے تو آپ انہیں بتا سکتے ہیں کہ آپ بھی کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ یہ سب منتخب خلفاء تھے۔ان سب کا انتخاب انسانوں نے کیا تھا۔اسی طرح خلفائے احمدیت کا انتخاب ہوتا ہے۔اگر وہ عیسائی یا اَور افراد ہیں تو آپ کو ان کو کھول کر بیان کرنا ہو گا کیونکہ بہت سے شواہد ہیں بہت سے لوگ ہیں جو یہ

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت سعید بن عاصؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

بڑے بھائی کا حق اپنے چھوٹے بھائیوں پر اس طرح کا ہے جس طرح والد کا حق اپنے بچّوں پر

(مراسیل ابی داؤد باب فی برّ الوالدین صفحہ ۱۹، بحوالہ حدیقۃ الصالحین حدیث نمبر 398)

طالب دعا : سید وسیم احمد و افراد خاندان (جماعت احمدیہ سورو ضلع بالاسور، صوبہ اڈیشہ)

کہتے ہیں کہ اچانک ہمارے دل میں آیا کہ ہم اس شخص کے حق میں ووٹ دیں۔ چنانچہ یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے اور وہی لوگوں کے دلوں میں ڈالتا ہے۔

ایک خادم نے سوال کیا کہ اگر کسی کے پاس کوئی جماعتی خدمت ہے اور اگر جماعت کی طرف سے مزید کوئی خدمت مل رہی ہو لیکن اس وجہ سے خدمت لینے سے معذرت کر لی جائے کہ شاید اس کا صحیح طور پر حق ادا نہیں کیا جاسکتا تو کیا اس کا انکار جماعتی نافرمانی ہوگی؟

حضور انور نے فرمایا کہ بات یہ ہے کہ آپ بتا دیں کہ میرے پاس یہ جماعتی خدمت ہے اور اگر مزید مجھے یہ دی جائے تو ہو سکتا ہے کہ میں خدمت سے انصاف نہ کرسکوں۔ اگر آپ کے پاس خدام الاحمدیہ کا کوئی کام ہے لیکن آپ جماعتی الیکشن میں کسی خدمت کے لیے elect ہو جاتے ہیں تو جماعتی خدمت پہلی preference ہے۔ پھر آپ اگر سمجھتے ہیں کہ آپ خدام الاحمدیہ کے کام اس کے ساتھ ساتھ نہیں جاری رکھ سکتے تو پھر آپ خدام الاحمدیہ کو کہہ سکتے ہیں کہ کیونکہ جماعتی طور پر فلاں خدمت کے لیے مجھے منتخب کر لیا گیا ہے اور جماعتی خدمت پہلی preference ہے اس لیے خدام الاحمدیہ کا میرا یہ کام کسی اور کو دے دو اور اگر آپ سمجھتے ہیں کہ آپ دونوں سے انصاف کر سکتے ہیں تو پھر جاری رکھیں۔ پہلی خدمت جماعتی دوسری ذیلی تنظیموں کی۔

ایک خادم نے سوال کیا کہ سوشل میڈیا پر اس طرف بڑھتا ہوا رجحان نظر آ رہا ہے کہ ایسے احمدی جن کے چھوٹے بچے ہیں وہ اپنے گھروں کو رمضان کے لیے سجاتے ہیں جیسے نماز پڑھنے کی جگہ کو سجانا اور اس کے نیچے تحائف رکھنا اور عید کی انتظار میں بچوں کے لیے کیلنڈر کی اس طرز پر تیاری کرنا جیسے عیسائیت میں کیلنڈر تیار کیا جاتا ہے۔ پیارے حضور ہم اپنے بچوں کو ایسے کاموں سے کیسے روک سکتے ہیں؟

حضور انور نے فرمایا کہ دیکھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ عمل کے پیچھے کیا نیت ہے۔ اگر تو وہ رمضان میں اپنے گھروں کو اس لیے سجاتے ہیں تا کہ اپنے بچوں کو رمضان کی اہمیت سمجھا سکیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اگر تو انہوں نے اپنے کیلنڈر رمضان کے روزوں کو گننے کے لیے یعنی پہلا دوسرا تیسرا چوتھا اور پانچواں روزہ وغیرہ بنائے ہیں، بچوں کو بتانے کی خاطر کہ پہلا دوسرا تیسرا چوتھا روزہ ہے اور 29 یا 30 دنوں بعد ہم عید منائیں گے جو بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ تب بچے عید کی اہمیت کے بارے میں پوچھیں گے تو پھر آپ ان کو بتا سکتے ہیں جو آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ ہمیں نماز عید میں شامل ہونا چاہیے یہاں تک کہ ایسی عورتیں جن کو مسجد میں نماز کی ادائیگی کے لیے جانے کی اجازت نہیں بھی ہے تو ان کو بھی مسجد میں عید کا خطبہ سننے کے لیے جانا چاہیے بلکہ نماز گاہ کے باہر بھی بیٹھا جا سکتا ہے تاہم یہ ہر ایک پر فرض اور لازم ہے اور جب وہ دنوں کو گن رہے ہوں گے تو آپ ان کو بتا سکتے ہیں کہ روزہ کیا ہے اور اسلام میں 30 روزے کیوں رکھے جاتے ہیں اور یہ سابقہ انبیاء کی تمام امتوں پر ان کے اپنے دَور میں فرض تھے جیسا کہ قرآن میں بھی اس کا ذکر ہے مگر ان کا روزہ رکھنے کا طریق مختلف تھا۔ اگر تو یہ نیت ہے کہ رمضان اور عید سے متعارف کروایا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں البتہ اگر صرف نقل کرنا مقصود ہے کہ چونکہ عیسائی ایسا کرتے ہیں اس لیے ہمیں بھی ایسا کرنا چاہیے اور آپ (بچوں) کو روزے کا پس منظر نہیں بتاتے، روزوں اور عید کی اہمیت نہیں بتاتے تو پھر یہ غلط ہے۔ تو اس میں ایک لطیف فرق ہے۔ ہم ایسا نہیں کہہ سکتے کہ ایک شخص نے اس نیت سے ایسا کیا ہے۔ اگر تو وہ شخص کہتا ہے کہ میری نیت نیک تھی تو ہمیں یہ کہنے کا حق نہیں کہ نہیں تم غلط ہو، مَیں جانتا ہوں کہ تمہاری نیت نیک نہیں ہے۔ آپ اور ہم تو خدا نہیں۔ اللہ بہتر جانتا ہے۔ کٹر نہ بنیں۔

ایک خادم نے سوال کیا کہ جیسا کہ کورونا وائرس کی وبا اس غرض سے بھی تھی کہ لوگ اپنے خالق حقیقی کے قریب ہوں تو پیارے حضور آپ کو لگتا ہے کہ ہماری اصلاح ہوئی ہے؟ اگر نہیں تو کیا مستقبل میں اس سے بھی بڑی آزمائش کا سامنا کرنا پڑے گا؟

حضور انور نے سوال کرنے والے خادم سے دریافت فرمایا کہ کیا آپ کو کوئی خواب آئی ہے، کوئی الہام ہوا ہے کہ کورونا وائرس کی وبا اس لیے تھی کہ خالق حقیقی کے قریب ہوں؟ اس خادم کا نفی میں جواب سن کر حضور انور نے فرمایا: مجھے تو نہیں پتا۔ ہاں کوئی بھی بیماری آتی ہے، کوئی بھی وبا پھیلتی ہے، کوئی بھی مشکل آتی ہے، کوئی بھی تکلیف آتی ہے تو جو اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنے والے لوگ ہیں ان کو یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ ہاں یہ چیزیں آئی ہیں تو ہم اللہ تعالیٰ کے قریب ہوں۔ اپنے خالق کے قریب ہوں۔ اس کے آگے جھکیں اور ان تکلیفوں اور ان پریشانیوں اور ان دکھوں سے بچنے کے لیے دعا کریں۔ تو یہ تو عمومی چیز ہے۔ اسی طرح کورونا بھی آیا اور یہ pandemic تھا، یہ ساری دنیا میں پھیل گیا اور اس سے جو نیک لوگ تھے، جن کی فطرت نیک تھی جو مذہبی رجحان اور خیالات رکھنے والے تھے ان کا جھکاؤ اللہ تعالیٰ کی طرف ہوا۔ جو نہیں تھے ان کا نہیں ہوا۔ بعض اللہ کی طرف توجہ نہ رکھنے والے بھی اللہ کی طرف جھکے۔ مغربی ملکوں میں بھی غیر مسلموں میں بھی۔ لیکن بہت سارے ایسے ہیں جنہوں نے کہا یہ تو بیماری ہے آئی اور گزر گئی۔ یا ابھی بھی آ رہی ہے تو گزر جائے گی۔ اب تو ہم اس کو فلو (flue) کی طرح لیتے ہیں۔ جس طرح فلو ہو گیا یہ بھی ہو گئی اس سے بھی لوگ مرتے تھے ہم بھی مر جائیں گے، آخر ایک دن مرنا ہے۔ تو جن کو پرواہی نہیں ہے ان کی کیا اصلاح ہونی ہے۔ اصلاح تو اسی کی ہوتی ہے جو خدا پہ یقین رکھتا ہے یا کچھ نہ کچھ خوف خدا دل میں پیدا ہو جاتا ہے یا جس کی فطرت نیک ہے اللہ تعالیٰ اس کے دل میں ڈال دیتا ہے۔ ٹھیک ہے۔ تو باقی آزمائشیں تو آتی رہیں گی۔ زلزلے بھی آئیں گے، بیماریاں بھی آئیں گی، طوفان بھی آئیں گے اور اللہ تعالیٰ لوگوں کو اس طرح ہی احساس دلاتا رہتا ہے۔ ابھی پچھلے دنوں آسٹریلیا میں اتنے بڑے floods آتے رہے۔ کہتے ہیں کئی decades میں ایسے floods نہیں آئے۔ اس سے بھی نقصان ہوا۔ کبھی drought آتا ہے تو جنگلوں میں آگ لگ جاتی ہے۔ وہ بھی تو تباہی ہے۔ امریکہ میں آج کل ایسی گرمی پھیلی ہوئی ہے کہ آگیں لگ رہی ہیں۔ وہاں بھی آگیں لگ رہی ہیں۔ آسٹریلیا میں بھی آگیں لگ جاتی ہیں۔ پہلے آگوں سے سب کچھ جل گیا۔ اس کے بعد بارش ہوئی تو flood میں سب کچھ بہ گیا۔ تو یہ بھی تو آفات ہی تھیں ناں۔ ہر ملک میں اللہ تعالیٰ دکھانے کے لیے آفات بھیجتا رہتا ہے۔ اس کے باوجود خیال نہ آئے تو پھر کورونا سے کیا اثر ہونا ہے۔ کورونا کا تو پتا بھی نہیں لگتا کہ کون مرا ہے اور کون نہیں مرا ہے۔ آسٹریلیا میں کورونا کے کتنے کیسز ہوئے ہیں۔ دو ملین چار ملین؟ کتنے مرے ان میں سے۔ دو ہزار، چار ہزار، دس ہزار۔ یہاں کورونا سے ایک آدمی بھی فوت ہوتا ہے تو اتنا اس کا شور مچاتے ہیں کہ لگتا ہے دس ہزار فوت ہو گئے۔ خوف زیادہ پھیلا دیا ہے۔ تو دوسری باتوں سے جن کو خوف نہیں پیدا ہونا ان کو کورونا سے کیا خوف پیدا ہونا ہے؟ ہاں اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے آزماتا ضرور رہتا ہے۔ ہر آفت جو آتی ہے اس پہ استغفار کرنی چاہیے اور اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنا چاہیے۔ اگر بارش آ رہی ہے تو بارش کو بھی ایسے ہی نہیں لینا چاہیے کہ ہاں آ رہی ہے بڑا فائدہ ہوگا۔ بارشیں بھی طوفان بن جاتی ہیں۔

کبھی ہو کر وہ پانی ان پہ اک طوفان لاتی ہے
تو آگ بھی، پانی بھی، ہوا بھی، آندھیاں بھی، طوفان بھی یہ ساری چیزیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نظم میں بھی بیان کر دیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو بیان کی ہیں۔ ہمیں ان چیزوں سے بچنا چاہیے اور لوگوں کو بتانا چاہیے کہ یہ آفات جو آتی ہیں تم لوگوں کی اصلاح کے لیے آتی ہیں، اصلاح کرو۔ اس سے ہمیں تبلیغ کے میدان کھولنے کے لیے موقع اٹھانا چاہیے۔ لوگوں کو احساس ہو نہ ہو۔ یہ نہیں کہ ان لوگوں کو احساس ہوا کہ نہیں۔ اللہ میاں چپیڑیں مارتا جاتا ہے اگر ان کو احساس ہی نہ ہو جو کسی شاعر نے کہا ہے کہ

احساس مر نہ جائے تو انسان کے لیے
کافی ہے ایک راہ کی ٹھوکر لگی ہوئی

باقی ایسے بے شرم ہوتے ہیں کہ جو ماریں کھانے کے بعد بھی کہتے ہیں اچھا مجھے مار پڑی تھی۔ منہ سوجھا ہوتا ہے اس کے بعد پوچھتے دوسروں سے ہیں کہ مجھے مار پڑی تھی میرا منہ سوجھ گیا ہے۔ تو جب ایسے ڈھیٹ انسان ہوں اس کی ہم نے کیا اصلاح کرنی ہے یا اس کو کیا احساس ہونا ہے۔ ہاں جب ایسے حالات ہوتے ہیں تو ہمارا کام ہے کہ ان کو بتائیں یہ سب کچھ جو ہوا ہے یہ اس لیے ہوا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے دور جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف جھکیں تا کہ ہم ان آفتوں سے اور وباؤں سے بچ کے رہیں۔ اور اس طرح ہم اللہ تعالیٰ کے قریب آئیں گے اگر ایک نیک آدمی طاعون کی وجہ سے فوت ہوتا ہے تو وہ شہید بن جاتا ہے۔ اگر ایک بد آدمی فوت ہوتا ہے وہ جہنمی بن جاتا ہے۔ تو یہ چیزیں ہمیں موقع دے رہی ہیں کہ ہم تبلیغ کے میدان مزید کھولیں۔

ایک خادم نے انڈیا میں مسلمانوں کے حالات کے متعلق سوال کیا کہ مسلمان اور خصوصاً احمدی مسلمان ان کے حالات میں بہتری لانے کے لیے کیا کر سکتے ہیں؟

حضور انور نے فرمایا کہ جو آج کل انڈیا میں ہو رہا ہے وہ غلط ہے۔ حضور انور نے گذشتہ دنوں انڈیا میں اسلام مخالف بیانات جنہیں میڈیا میں پذیرائی حاصل ہوئی کے حوالے سے فرمایا کہ ہم احمدی بھی اخبارات کو لکھتے ہیں، خطوط اور سوشل میڈیا اور دیگر ذرائع سے اسلامی تعلیمات کی خوبیاں بیان کرتے ہیں۔ اور ان کو بتاتے ہیں کہ تم حضرت عائشہؓ یا آنحضرت ﷺ کے متعلق جو بدزبانی کرتے ہو وہ غلط ہے اور اس کے متعلق اپنے عقائد بیان کرتے ہیں۔ سوشل میڈیا اور اخبارات میں لکھ کر ہم لوگوں کو سمجھانے کی پوری کوشش کرتے ہیں اور غیر مسلموں کے تحفظات کو دور کرتے ہیں۔ چنانچہ غیر مسلموں میں ایک بڑی تعداد ہمارے نظریہ سے اتفاق کرتی ہے اور مان لیتی ہے۔ پس قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے ہم کوشش کر رہے ہیں اور ایک عرصے سے کرتے چلے آ رہے ہیں اور آئندہ بھی کرتے رہیں گے۔ اس کے برعکس براہ راست ٹکر لینے سے حالات مزید بگڑیں گے اور اس ملک میں مسلمانوں کے حالات مزید خراب ہوں گے کیونکہ وہ وہاں اقلیت میں ہیں۔ اگر انڈیا کی (مرکزی) حکومت یا صوبائی حکومت مسلمانوں کے خلاف ہو جائے تو ممکن ہے کہ وہ ایسے اقدامات اٹھائیں جن سے مسلمانوں کے حالات مزید خراب ہوں۔

سوالات کے بعد صدر صاحب خدام الاحمدیہ آسٹریلیا نے حضور انور سے عرض کی کہ مجلس خدام الاحمدیہ آسٹریلیا کی طرف سے خاکسار حضور انور کا تہ دل سے مشکور ہے کہ ہمیں چار ریجنل ملاقاتوں کا شرف بخشا جن میں آسٹریلیا کے خدام کو نہ صرف حضرت خلیفۃ المسیح کی صحبت میں قیمتی لمحات گزارنے کا موقع ملا بلکہ ہم خوش نصیب ہیں کہ ہمیں اپنے پیارے امام سے براہ راست راہنمائی حاصل ہوئی۔ خاکسار ان ملاقات کے سب شاملین کے لیے دعا کی درخواست کرنا چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آسٹریلیا کے تمام خدام اور اطفال کو خلافت کے ساتھ پختہ تعلق قائم کرنے اور پھر اسے برقرار رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم اپنے عہدوں کو پورا کرنے والے ہوں۔ آمین۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: آمین۔ اللہ تعالیٰ آپ سب پر فضل کرے۔ ملاقات کے اختتام پر حضور انور نے خدام کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا: اللہ حافظ۔ السلام علیکم

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 8 جولائی 2022)

☆......☆......☆

ارشاد باری تعالیٰ

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا (سورۃ احزاب: 57)

ترجمہ: یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں، اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
تم بھی اس پر درود اور خوب خوب سلام بھیجو۔

طالب دعا: بی۔ایم۔خلیل احمد ولد مکرم بی۔ایم۔بشیر احمد صاحب و افراد خاندان (جماعت احمدیہ بنگلور)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

عصرِ حاضر میں لازم ہے کہ آپ تعلیمی اور تربیتی امور کیطرف توجہ دیں تا کہ آپ اسلام اور احمدیت کی تعلیمات کے بارہ میں اپنے علم اور عرفان میں اضافہ کرسکیں اور اپنے ایمان میں ترقی کریں اور مثالی احمدی مسلمان بن سکیں۔

(جلسہ سالانہ آئرلینڈ 3/ اکتوبر 2021ء کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ کا خصوصی پیغام)

طالب دعا: بی۔ایس۔عبدالرحیم ولد مکرم شیخ علی صاحب مرحوم (صدر جماعت احمدیہ منگلور، کرناٹک)

اپنے ایمان کو مضبوط کرنے اور اپنے روحانی اور اخلاقی معیار کو بڑھانے کے لیے آپ جلسہ کی کارروائی سے بھرپور فائدہ اٹھائیں
یہ جلسہ آپکے تقویٰ کے معیار، نیکی اور آپکے دلوں میں اللہ کا خوف بڑھانیوالا ہونا چاہیے، درحقیقت آپکا واحد و یگانہ مقصد اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنا ہونا چاہیے ٭

میری آپ کو نصیحت ہے کہ تمام شرائط بیعت کی کماحقہ پیروی اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں
خلافت احمدیہ کے الٰہی نظام کو سب سے آگے رکھیں اور خلیفۃ المسیح سے قریبی تعلق قائم کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں
اور ہمیشہ خلیفہ وقت کے وفادار رہیں، ایم ٹی اے کثرت سے دیکھیں اور اپنے اہل وعیال خصوصاً اپنے بچوں کو بھی اس کی تلقین کرتے رہیں ٭

میں آپ کو تبلیغ کی ذمہ داریوں کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں جو کہ ہر احمدی کے لیے ضروری ہے
حکمت سے منصوبے بنائیں اور کیمرون کے تمام لوگوں تک اسلام احمدیت کے پُرامن پیغام کو پہنچانے کے لیے نئے مؤثر طریقے اور ذرائع تلاش کریں ٭

جماعت احمدیہ کیمرون کے 10ویں جلسہ سالانہ منعقدہ 17و18 فروری 2024 کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا بصیرت افروز پیغام

مجھے بہت خوشی ہوئی ہے کہ آپ 17و 18 فروری 2024ء کو اپنا دسواں جلسہ سالانہ منعقد کر رہے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے جلسہ سالانہ کو کامیاب کرے اور اس میں شریک ہونے والے تمام لوگ بے شمار روحانی برکات حاصل کریں۔

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ اس جلسے کا مقصد اپنی اصلاح کی خاطر اللہ تعالیٰ سے خاص روحانی تعلق قائم کرنا، ہمارے مذہب اسلام اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعلیمات اور آپؐ کے اسوہ کے متعلق علم وادراک حاصل کرنا ہے۔

چنانچہ اگر ہم ایک فقرے میں حضرت مسیح موعودؑ کے بیان فرمودہ جلسہ سالانہ کے مطلب کو سمجھنا چاہتے ہیں تو وہ یہ ہے کہ 'تقویٰ کی راہوں پر قدم مارنا'۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ہمیں اس فقرے میں ایک نہایت اہم سبق دیا ہے۔ اور اگر ہم اس پر عمل کریں تو ہم اپنی زندگیوں میں حقیقی تبدیلی لا سکتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم دنیا کو مکمل ترک کر دیں اور ہر کسی سے اپنا تعلق توڑ دیں۔ بلکہ اس دنیا میں رہتے ہوئے اور اپنی تمام تر ذمہ داریاں پوری کرتے ہوئے ہمیں تقویٰ کے راستے پر رہنا ہے اور کسی قسم کی دنیاداری ہمیں اس سے ہٹا نہ سکے۔

اس حوالے سے حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا: ''میں یہ سب باتیں بار بار اس لئے کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے جو اس جماعت کو بنانا چاہا ہے تو اس سے یہی غرض رکھی ہے کہ وہ حقیقی معرفت جو دنیا میں گم ہو چکی ہے اور وہ حقیقی تقویٰ و طہارت جو اس زمانہ میں پائی نہیں جاتی اسے دوبارہ قائم کرے۔'' (ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۲۷۷-۲۷۸)

آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کی آمد کے مقصد کو بھی اپنے ذہن میں رکھنا چاہیے جنہیں اللہ نے یوں مخاطب کیا ہے کہ ''میں تجھے زمین کے کناروں تک عزت کے ساتھ شہرت دوں گا اور تیرا ذکر بلند کروں گا اور تیری محبت دلوں میں ڈال دوں گا۔ جَعَلْنَاكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ (ہم نے تجھ کو مسیح ابن مریم بنایا) ان کو کہہ دے کہ مَیں عیسیٰ کے قدم پر آیا ہوں۔'' (تذکرہ صفحہ ۱۶۳)

پس آپ کا جلسہ سالانہ جو قادیان سے ہزاروں میل دور منعقد ہو رہا ہے جہاں ہزاروں کی تعداد میں احمدی احباب حضرت مسیح موعودؑ کی سچائی کی گواہی دینے کے لیے نیک تمناؤں کے ساتھ جمع ہیں اور آپؑ کا نام انتہائی تکریم سے لیتے ہیں۔ یہ بھی حضرت مسیح موعودؑ کی سچائی کا ایک ثبوت ہے جن کی آمد کی خبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دی تھی اور جس کی پیشگوئی خود قرآن کریم میں موجود ہے۔ اور آپ سب لوگ اس عظیم پیشگوئی کے پورا ہونے کا زندہ ثبوت ہیں۔ اس لیے ہر احمدی کو وعدہ کرنا چاہیے کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کے بابرکت مشن کو پورا کرنے کے لیے انتھک کوشش کرے گا جس میں پہلی چیز خالق حقیقی اللہ تعالیٰ کی پہچان کروانا اور اس کی عبادت کی طرف مائل کرنا ہے۔ دوسری چیز حقوق العباد ادا کرنا ہے تاکہ زمین پر امن اور ہم آہنگی قائم ہو سکے۔

اپنے ایمان کو مضبوط کرنے اور اپنے روحانی اور اخلاقی معیار کو بڑھانے کے لیے آپ جلسہ کی کارروائی سے بھرپور فائدہ اٹھائیں۔ یہ جلسہ آپ کے تقویٰ کے معیار، نیکی اور آپ کے دلوں میں اللہ کا خوف بڑھانے والا ہونا چاہیے۔ درحقیقت آپ کا واحد و یگانہ مقصد اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنا ہونا چاہیے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ''انسان کو چاہیئے کہ روحانی پانی کو تلاش کرے تو وہ اسے ضرور پالے گا۔ اور روحانی روٹی کو ڈھونڈے تو وہ اسے ضرور دی جائے گی۔ جیسا کہ ظاہری قانون قدرت ہے ویسا ہی باطن میں بھی قانون قدرت ہے۔ لیکن تلاش شرط ہے جو تلاش کرے گا وہ ضرور پالے گا۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا کرنے میں جو شخص سعی کرے گا خدا تعالیٰ اس سے ضرور راضی ہو جائے گا۔'' (ملفوظات جلد 10 صفحہ 95)

میری آپ کو نصیحت ہے کہ تمام شرائط بیعت کی کماحقہ پیروی اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ خلافت احمدیہ کے الٰہی نظام کو سب سے آگے رکھیں اور خلیفۃ المسیح سے قریبی تعلق قائم کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں اور ہمیشہ خلیفہ وقت کے وفادار رہیں۔ ایم ٹی اے کثرت سے دیکھیں اور اپنے اہل وعیال خصوصاً اپنے بچوں کو بھی اس کی تلقین کرتے رہیں۔

میں آپ کو تبلیغ کی ذمہ داریوں کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں جو کہ ہر احمدی کے لیے ضروری ہے۔ حکمت سے منصوبے بنائیں اور کیمرون کے تمام لوگوں تک اسلام احمدیت کے پُرامن پیغام کو پہنچانے کے لیے نئے مؤثر طریقے اور ذرائع تلاش کریں۔

آخر پر میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے جلسہ کو ہر لحاظ سے کامیاب کرے اور اللہ آپ کو اپنی زندگیوں میں تقویٰ اور اچھے اخلاق اور اسلام احمدیت اور انسانیت کی خدمت کی جانب جانے والی حقیقی تبدیلی لانے کی توفیق دے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب پر اپنا رحم کرے۔

(رپورٹ: عبدالخالق نیر۔ نمائندہ الفضل انٹرنیشنل)

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 28 مئی 2024)

......☆......☆......☆......

بقیہ تفسیر کبیر از صفحہ نمبر 1

بقیہ تفسیر کبیر از صفحہ نمبر 1

تعالیٰ فرماتا ہے کہ اُسے دوزخ کے سخت ترین مقام میں رکھا جائیگا۔ گویا خدا تعالیٰ منافقوں کے ساتھ کفّار سے بھی سخت معاملہ کرے گا۔ اس لئے کہ کافر کی وجہ سے تو کافر کو ہی نقصان پہنچتا ہے مگر منافق کی وجہ سے مسلمانوں کو بھی نقصان پہنچتا ہے۔ جو قوم اپنے افراد میں سے جھوٹ نہیں مٹا سکتی اور اس کے باوجود وہ یہ سمجھتی ہے کہ اُسے ترقی اور عزّت حاصل ہو جائیگی، اُس کا خیال ایسا ہی خام ہے جیسے ایک بچہ کا یہ خیال کہ وہ چاند کے پاس پہنچ جائیگا یا ستاروں کے پاس پہنچ جائیگا۔ جس طرح ایک بچہ کی چاند یا ستاروں تک پہنچنے کی خواہش ناکام رہتی ہے اسی طرح وہ قوم جس کے اندر جھوٹ پایا جاتا ہو کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور راستبازی کا یہ حال تھا کہ آپ کا دشمن بھی اقرار کرتا تھا کہ آپ سچّائی کے اعلیٰ مقام پر ہیں...... شدید سے شدید دشمن کو بھی جو آپ سے لڑائی کر رہا تھا یہ جرأت نہیں تھی کہ وہ آپ کے متعلق یہ کہے کہ آپ نے کبھی جھوٹ بولا ہے یا کوئی معاہدہ شکنی کی ہے۔ یہی وہ چیز تھی جس کی وجہ سے مسلمان جب کسی ملک میں جاتے تو وہاں کے باشندے اُن کے اعلیٰ اخلاق کو دیکھ کر اُن کے اسقدر گرویدہ ہو جاتے کہ وہ اپنے ہم قوم اور اپنے ہم مذہب افراد سے بھی اُن کی زیادہ عزت کرتے اور اُن کی سلامتی کی دُعائیں کرتے۔ چنانچہ تاریخ میں لکھا ہے کہ مسلمانوں نے جب حمص پر قبضہ کر لیا جو رومیوں کے علاقہ میں تھا تو کچھ عرصہ کے بعد مسلمانوں کو دوبارہ دشمن کے حملہ کا خطرہ پیدا ہو گیا اور انہوں نے مناسب سمجھا کہ اس وقت حمص کو خالی کر دیا جائے اس فیصلہ کے بعد مسلمانوں نے وہاں کے عیسائیوں کو بُلایا اور اُن سے کہا کہ ہم تم سے جزیہ وصول کر چکے ہیں مگر یہ جزیہ اس شرط کے ماتحت لیا گیا تھا کہ ہم تمہارے جان و مال کی حفاظت کریں گے۔ اب چونکہ خود ہمارے لئے ایک نازک صورتِ حالات پیدا ہو گئی ہے اور ہم تمہاری حفاظت نہیں کر سکتے اس لئے ہم جزیہ کی رقم تمہیں واپس کرتے ہیں۔ چنانچہ کئی لاکھ روپیہ جو عیسائیوں سے جزیہ کے طور پر لیا گیا تھا انہیں واپس کر دیا گیا۔ اس اعلیٰ درجہ کے نمونہ کا اُن عیسائیوں پر اتنا اثر ہوا کہ جب اسلامی لشکر روانہ ہوا تو وہ ساتھ ساتھ روتے جاتے تھے اور یہ کہتے جاتے تھے کہ خدا تم کو دوبارہ ہم میں واپس لائے اور یہودی بھی بڑے جوش سے یہ کہتے جاتے تھے کہ توراۃ کی قسم جب تک ہم زندہ ہیں قیصر حمص پر قبضہ نہیں کر سکتا۔

(فتوح البلدان بلاذری صفحہ 137)

غرض سچّائی ایسی چیز ہے کہ اس کے بغیر کسی قوم کا رعب قائم نہیں ہو سکتا۔ جو لوگ سچّائی اور دیانت کا نمونہ دکھاتے ہیں وہ اپنی قوم کو چار چاند لگا دیتے ہیں اور جو لوگ یہ نمونہ نہیں دکھاتے وہ اپنی قوم کا گلا کاٹنے والے ہوتے ہیں۔

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 41، مطبوعہ قادیان 2010)

......☆......☆......☆......

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

''حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آکر وہ معیار حاصل کرنا جن کی آپ علیہ السلام نے ہم سے توقع کی ہے، ہمارا ہدف یا ٹارگٹ ہونا چاہئے''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 28 نومبر 2008)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم شکیل احمد گنائی صاحب مرحوم (دارالرحمت، جماعت احمدیہ ریشی نگر، کشمیر)

Love for All
Hatred for None

Fashion Quality

Sofa Works

115, Krishna Corner, Lakshmipuram Main Road,
Palani 624601 (Tamil Nadu)
Mobile : 94438 37576, 97861 47575

طالب دعا: ایم محمد حسین (جماعت احمدیہ پالانی، صوبہ تامل ناڈو)

بنونضیر کی جانب سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی مذموم سازش اور غزوۂ بنونضیر کے اسباب کا تفصیلی بیان

مجھے کسی نے بتایا کہ صفوں میں جب آپ کھڑے ہوتے ہیں تو کندھے سے کندھا نہیں ملایا ہوتا
اب کووِڈ کا دَور گزر گیا صف بناتے ہوئے کندھے سے کندھا ملا کے کھڑا ہونا چاہیے

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 21؍جون 2024 بطرز سوال و جواب
بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: حضرت محمد بن مسلمہؓ کو آپ ﷺ نے بنونضیر کے یہود کو کیا پیغام پہنچانے کو کہا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آپ ﷺ نے حضرت محمد بن مسلمہؓ کو حکم دیا کہ بنونضیر کے یہود کے پاس جاؤ اور ان سے کہنا مجھے رسول اللہ ﷺ نے تمہاری طرف یہ پیغام دے کر بھیجا ہے کہ تم ان کے شہر سے نکل جاؤ۔

سوال: حُیِّی نے اپنے بھائی جُدَیّ بن اخطب کو مسلمانوں کے قائد کی طرف کیوں بھیجا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حُیِّی نے اپنے بھائی جُدَیّ بن اخطب کو ایلچی بنا کر بھیجا کہ جاؤ مسلمانوں کے قائد کو بتا دو کہ ہم یہاں سے نہیں جائیں گے جو کر سکتے ہو کر لو۔

سوال: آنحضرت ﷺ کو یہود کی سازش کا کس طرح علم ہوا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آنحضرت ﷺ کو خدا تعالیٰ نے یہود کے اس بد ارادے سے بذریعہ وحی اطلاع دے دی اور آپؐ جلدی سے وہاں سے اٹھ آئے۔

سوال: یہود کی رسول کریم ﷺ کے قتل کی سازش کے بعد آنحضرت ﷺ پر کون سی آیت نازل ہوئی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اس وقت یہ آیت بھی نازل ہوئی کہ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اذۡكُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ عَلَیۡكُمۡ اِذۡ هَمَّ قَوۡمٌ اَنۡ یَّبۡسُطُوۡۤا اِلَیۡكُمۡ اَیۡدِیَهُمۡ فَكَفَّ اَیۡدِیَهُمۡ عَنۡكُمۡ ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَ عَلَی اللّٰهِ فَلۡیَتَوَكَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو۔ جب ایک قوم نے پختہ ارادہ کر لیا تھا کہ وہ تمہاری طرف اپنے شر کے ہاتھ لمبے کریں گے مگر اس نے تم سے ان کے ہاتھوں کو روک لیا اور اللہ سے ڈرو اور چاہیے کہ اللہ ہی پر مومن توکل کریں۔

سوال: مدینہ پہنچ کر آنحضرت ﷺ نے یہود کی ان سازشوں کے متعلق کیا کارروائی فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اِس بارے میں لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہود کی جلاوطنی کا حکم فرمایا لیکن انہوں نے فیصلہ ماننے سے انکار کیا۔ گو شروع میں یہی لکھا ہے لیکن بعد میں ان کا ارادہ بدل گیا اور انہوں نے مقابلے کی ٹھانی۔ اس کی مزید تفصیل اس طرح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ پہنچنے کے بعد حضرت محمد بن مسلمہؓ کو بلا بھیجا۔ وہ آئے تو آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ بنونضیر کے یہود کے پاس جاؤ اور ان سے کہنا مجھے رسول اللہ ﷺ نے تمہاری طرف یہ پیغام دے کر بھیجا ہے کہ تم ان کے شہر سے نکل جاؤ۔

سوال: اللہ تعالیٰ نے منافقین کی اس چالبازی اور مکاری کو قرآن مجید میں کن الفاظ میں بیان فرمایا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے منافقین کی اس چالبازی اور مکاری کو قرآن مجید میں بھی بیان فرمایا ہے اور یہ بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ نَافَقُوۡا یَقُوۡلُوۡنَ لِاِخۡوَانِهِمُ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ لَئِنۡ اُخۡرِجۡتُمۡ لَنَخۡرُجَنَّ مَعَكُمۡ وَ لَا نُطِیۡعُ فِیۡكُمۡ اَحَدًا اَبَدًا ۙ وَّ اِنۡ قُوۡتِلۡتُمۡ لَنَنۡصُرَنَّكُمۡ (الحشر:12) کیا تُو نے ان کی طرف نظر نہیں دوڑائی جنہوں نے نفاق کیا۔ وہ اہل کتاب میں سے اپنے بھائیوں سے جنہوں نے کفر کیا کہتے ہیں کہ اگر تم نکال دیے گئے تو تمہارے ساتھ ہم بھی ضرور نکلیں گے اور تمہارے بارے میں کبھی کسی کی اطاعت نہیں کریں گے اور اگر تمہارے خلاف لڑائی کی گئی تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے۔

سوال: جُدَیّ نے مدینہ پہنچ کر حیی کا پیغام سنایا تو رسول کریم ﷺ نے کیا فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: جُدَیّ نے مدینہ پہنچ کر حیی کا پیغام سنایا۔ نبی ﷺ صحابہ کرامؓ کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے اس کی بات سنی تو بلند آواز میں اللہ اکبر! کہا اور مسلمانوں نے بھی نعرۂ تکبیر بلند کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: حَارَبَتِ الۡیَهُوۡدُ یعنی یہود نے اعلان جنگ کر دیا ہے۔

سوال: حضور انور نے بنونضیر کی ان کارروائیوں اور اعلانیہ جنگ کے بارے میں کیا بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: نبی ﷺ نے بنونضیر کی ان کارروائیوں اور اعلانیہ جنگ کے جواب میں بنونضیر پر چڑھائی کرنے کا اعلان کیا تو صحابہؓ اسی وقت تیاریوں میں مصروف ہو گئے۔ یہود کا یہی قاصد جُدَیّ بن اخطب فوراً عبداللہ بن اُبی کے گھر پہنچا اور اسے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہونے والی گفتگو اور احوال کے متعلق بتایا۔ یہ گھر میں اپنے دوست احباب سے خوش گپیوں میں مگن تھا۔ اس نے کہا جاؤ مَیں اپنے حلیفوں کو پیغام بھیجتا ہوں وہ تمہارے ساتھ قلعوں میں داخل ہو جائیں گے۔ اس ایلچی نے دیکھا کہ ابن ابی کے بیٹے حضرت عبداللہ زرہ پہنے اور تلوار تھامے اسلامی لشکر میں شمولیت کے لیے دوڑے جا رہے ہیں۔ اس پر جُدَیّ تعاون سے ناامید ہو گیا۔ یہ فوراً حیی کے پاس آیا اور اسے تمام روئیداد بیان کی کہ محمد ﷺ نے تمہاری بات سن کر کہا کہ یہود نے اعلانِ جنگ کر دیا ہے۔ پھر نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہوئے تیاری کا اعلان کر دیا ہے۔ اسے پھر بھی اعتبار نہ آیا۔ کہنے لگا یہ تو ان کی جنگی چال تھی۔ حیی نے پوچھا کہ عبداللہ بن اُبَی نے کیا کہا؟ تو اس نے ابن ابی کے ساتھ بات چیت کے بارے میں بتایا کہ وہ کہتا ہے کہ مَیں اپنے حلیفوں کو پیغام بھیج دیتا ہوں وہ تمہارے ساتھ قلعوں میں پہنچ جاتے ہیں۔ جُدَیّ نے کہا بھائی مَیں تو اس کی مدد سے ناامید ہوں۔ ادھر رسول اللہ ﷺ نے قلعوں کا محاصرہ کرنے کے لیے صحابہؓ کو حکم صادر فرمایا۔

سوال: یہود کی رسول کریم ﷺ کے قتل کی سازش اور آپؐ کی خدائی حفاظت کے بارے میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے کیا بیان فرمایا؟

جواب: حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اس بارے میں لکھا ہے کہ یہود نے بظاہر آپؐ کے تشریف لانے پر خوشی کا اظہار کیا اور کہا کہ آپؐ تشریف رکھیں۔ ہم ابھی اپنے حصہ کا روپیہ ادا کئے دیتے ہیں۔ چنانچہ آپؐ مع اپنے چند اصحاب کے ایک دیوار کے سایہ میں بیٹھ گئے اور بنونضیر باہم مشورہ کے لئے ایک طرف ہو گئے اور ظاہر یہ کیا کہ ہم روپے کی فراہمی کا انتظام کر رہے ہیں لیکن بجائے روپے کا انتظام کرنے کے انہوں نے یہ مشورہ کیا کہ یہ ایک بہت ہی اچھا موقعہ ہے۔ محمد (ﷺ) مکان کے سایہ میں دیوار کے ساتھ لگے بیٹھے ہیں کوئی شخص دوسری طرف سے مکان پر چڑھ جاوے اور پھر ایک بڑا پتھر آپؐ کے اوپر گرا کر آپؐ کا کام تمام کر دے۔ یہود میں سے ایک شخص سَلَّام بن مِشْکَم نے اس تجویز کی مخالفت کی اور کہا کہ یہ ایک غداری کا فعل ہے اور اس عہد کے خلاف ہے جو ہم لوگ محمد (ﷺ) کے ساتھ کر چکے ہیں۔ مگر ان لوگوں نے نہ مانا اور بالآخر عَمرو بن جَحَّاش نامی ایک یہودی ایک بہت بھاری پتھر لے کر مکان کے اوپر چڑھ گیا اور قریب تھا کہ وہ اس پتھر کو اوپر سے لڑھکا دیتا۔ مگر روایت آتی ہے کہ آنحضرت ﷺ کو خدا تعالیٰ نے یہود کے اس بد ارادے سے بذریعہ وحی اطلاع دے دی اور آپؐ جلدی سے وہاں سے اٹھ آئے اور ایسی جلدی میں اٹھے کہ آپؐ کے اصحاب نے بھی اور یہود نے بھی یہ سمجھا کہ شاید آپؐ کسی حاجت کے خیال سے اٹھ گئے ہیں۔ چنانچہ وہ اطمینان کے ساتھ بیٹھے ہوئے آپؐ کا انتظار کرتے رہے لیکن آپؐ وہاں سے اٹھ کر سیدھے مدینہ میں تشریف لے آئے۔ صحابہ نے تھوڑی دیر آپؐ کا انتظار کیا لیکن جب آپؐ واپس تشریف نہ لائے تو وہ گھبرا کر اپنی جگہ سے اٹھے اور آپؐ کو اِدھر اُدھر تلاش کرتے ہوئے بالآخر خود بھی مدینہ پہنچ گئے۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے صحابہؓ کو یہود کی اس خطرناک سازش کی اطلاع دی۔

سوال: صف بناتے ہوئے کس طرح کھڑا ہونا چاہئے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: مجھے کسی نے بتایا کہ صفوں میں جب آپ کھڑے ہوتے ہیں تو کندھے سے کندھا نہیں ملایا ہوتا۔ اب وہ دَور گزر گیا جو کووِڈ (Covid) کا تھا۔ صف بناتے ہوئے کندھے سے کندھا ملا کے کھڑا ہونا چاہیے۔

......☆......☆......☆......

جو شخص دلی خلوص سے ایک بار درود بھیجے گا اس پر اللہ تعالیٰ دس بار درود بھیجے گا
اور اسے دس درجات کی رفعت بخشے گا اور اس کی دس نیکیاں لکھے گا اور دس گناہ معاف کرے گا۔ (الحدیث)

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 24؍فروری 2006 بطرز سوال و جواب
بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: حضور انور نے خطبہ کے شروع میں کون سی آیت کی تلاوت فرمائی؟

جواب: حضور انور نے خطبہ کے شروع میں سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر 57 کی تلاوت فرمائی: اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡهِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا۔

سوال: اخباروں اور ملکوں کے خلاف مسلمان ممالک میں جو ہوا چل رہی ہے اس بارے میں حضور انور نے کیا بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: یہ انفرادی طور پر بھی ہیں، اجتماعی طور پر بھی ہیں، حکومتی سطح پر بھی احتجاج ہو رہے ہیں بلکہ اسلامی ممالک کی آرگنائزیشن (او آئی سی) نے بھی کہا ہے کہ مغربی ممالک پر دباؤ ڈالا جائے گا کہ معذرت بھی کریں اور ایسا قانون بھی پاس کریں کہ آزادئ صحافت اور آزادئ ضمیر کے نام پر انبیاء تک نہ پہنچیں، کیونکہ اگر اس سے باز نہ آئے تو پھر دنیا کے امن کی کوئی ضمانت نہیں۔ ان ملکوں کا یا آرگنائزیشن کا یہ بڑا اچھا ردّ عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ اسلامی ممالک میں اتنی مضبوطی پیدا کر دے اور ان کو توفیق دے کہ یہ حقیقت میں دلی درد کے ساتھ دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے ایسے فیصلے کروانے کے قابل ہو سکیں۔

سوال: ایران کے اخبار نے ڈنمارک کے اخبار کو مقابلہ کرنے کے لئے کیا کہا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ایران کے ایک اخبار نے اعلان کیا تھا کہ وہ اس حرکت کا بدلہ لینے کے لئے اپنے اخبار میں مقابلے کروائے گا جس میں دوسری جنگ عظیم میں یہودیوں کے ساتھ جو سلوک ہوا تھا اس سلوک کے حوالے سے، ان کے کارٹون بنانے کا مقابلہ ہوگا۔

سوال: ایران کے اخبار کا اعلان سن کر ڈنمارک کے اخبار کے ایڈیٹر نے کیا کہا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ڈنمارک کے اس اخبار کے ایڈیٹر نے جس میں یہ کارٹون شائع ہونے پر دنیا میں سارا فساد شروع ہوا ہے، اس نے ایران کے اس اعلان پر یہ کہا ہے کہ وہاں جو اخبار میں کارٹون بنانے کا مقابلہ کروانے کا اعلان کیا گیا ہے یعنی جنگ عظیم دوم میں یہودیوں سے متعلقہ جو بھی کارٹون بننے تھے وہ ایک قوم پر ظلم ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں کارٹون بننے تھے۔ کسی نبی کی ہتک یا توہین کے بارے میں نہیں بننے تھے۔

سوال: کس وجہ سے مغربی دنیا اسلام پر حملے کر رہی ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: جو صورت ہمیں نظر آتی ہے اس سے صاف نظر آتا ہے کہ مغربی دنیا کو پتہ ہے کہ

مسلمان ممالک ان کے زیر نگیں ہیں ان کے پاس ہی آخر انہوں نے آنا ہے۔ آپس میں لڑتے ہیں تو ان لوگوں سے مدد لیتے ہیں۔

سوال: جو شخص کسی مومن کو دانستہ قتل کرے تو اس کی کیا سزا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ وَمَنۡ يَّقۡتُلۡ مُؤۡمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيۡهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيۡمًا (النساء:94) یعنی جو شخص کسی مومن کو دانستہ قتل کر دے تو اس کی سزا جہنم ہوگی اور وہ اس میں دیر تک رہتا چلا جائے گا اور اللہ اس سے ناراض ہوگا اور اس کو اپنی جناب سے دور کر دے گا اور اس کے لئے بہت بڑا عذاب تیار کرے گا۔

سوال: مسلمانوں کی کن حرکتوں کی وجہ سے دشمن فائدہ اٹھاتے ہیں؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: جو مسلمانوں کی حرکتیں ہیں ان سے مسلمانوں کے دشمن فائدہ اٹھاتے ہیں اور مسلمان کی طاقت کم کرتے چلے جا رہے ہیں اور ان مسلمانوں کو عقل نہیں آ رہی۔ یہ تو ظاہر و باہر ہے کہ یہ عقل ماری جانا اور یہ پھٹکار اس لئے ہے کہ آنحضرت ﷺ کے حکم کو نہیں مانا اور نہ ہی مان رہے ہیں نہ اس طرف آتے ہیں اور آپؐ کے مسیح و مہدی کی تکذیب کر رہے ہیں۔

سوال: درود شریف کے بارے میں اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں کیا بیان فرماتا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوۡنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَيۡهِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِيۡمًا (الاحزاب 57) کہ یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے بھی نبی پر رحمت بھیجتے ہیں اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تم بھی اس پر درود اور سلام بھیجو۔

سوال: اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنے سے اللہ تعالیٰ کیا جزا دیتا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: قرآن کریم میں بے شمار احکام ہیں جن کے کرنے کا حکم ہے اور ان پر عمل کرنے کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے پیارے بن جاؤ گے، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے وارث ٹھہرو گے، اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والے بن جاؤ گے، جہنم سے بچائے جاؤ گے، جنت میں داخل ہو گے۔

سوال: درود شریف کے فوائد کے بارے میں حضور انور نے کیا فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: احادیث میں دُرود کے فوائد مختلف روایات میں ملتے ہیں۔ ایک روایت میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگوں میں سے سب سے زیادہ میرے نزدیک وہ شخص ہوگا جو اُن میں سے سب سے زیادہ مجھ پر دُرود بھیجنے والا ہوگا۔ پھر فرمایا: جو شخص دلی خلوص سے ایک بار درود بھیجے گا اس پر اللہ تعالیٰ دس بار درود بھیجے گا اور اسے دس درجات کی رفعت بخشے گا اور اس کی دس نیکیاں لکھے گا اور دس گناہ معاف کرے گا۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے درود شریف کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں فرماتے ہیں کہ: درود شریف جو حصول استقامت کا ایک زبردست ذریعہ ہے بکثرت پڑھو مگر نہ رسم اور عادت کے طور پر بلکہ رسول اللہ ﷺ کے حسن اور احسان کو مدنظر رکھ کر اور آپؐ کے مدارج اور مراتب کی ترقی کے لئے اور آپ کی کامیابیوں کے واسطے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ قبولیت دعا کا شیریں اور لذیذ پھل تم کو ملے گا۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس زمانے کی اہمیت کے بارے میں کیا توجہ دلاتے ہیں؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس زمانے کی اہمیت بیان کرتے ہوئے اور لوگوں کو توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اسلام پر کیسے سخت دن ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایک سلسلہ قائم فرمایا جو کھوئی ہوئی عظمت کو بحال کرے گا۔ اس لئے مسلمانوں کو فرمایا کہ اب اپنی ضدیں چھوڑو اور غور کرو کہ کیا اللہ تعالیٰ ایسے حالات میں بھی کہ آنحضرت ﷺ کی ذات پر ہر طرف سے حملے ہو رہے ہیں ان کی عزت قائم کرنے کے لئے جوش میں نہیں آیا؟ جبکہ وہ درود بھیجتا ہے۔

سوال: آنحضرت ﷺ سے محبت کا کیا تقاضہ ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آنحضرت ﷺ سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اپنی دعاؤں میں امت مسلمہ کو بہت جگہ دیں۔ غیروں کے بھی ارادے ٹھیک نہیں ہیں۔ ابھی پتہ نہیں کن کن مزید مشکلوں اور ابتلاؤں میں اور مصیبتوں میں ان لوگوں نے گرفتار ہونا ہے اور ان مسلمانوں کو سامنا کرنا پڑنا ہے۔ اور کیا کیا منصوبے ان کے خلاف ہو رہے ہیں۔ اللہ ہی رحم کرے۔

❁❁❁

A. SAMSUL ALAM
A. ABDUL RAHIM

Dealers of Natural Precious & Semi-Precious Gemstones

TOONICE
DEALERS OF PRECIOUS & SEMI-PRECIOUS GEMSTONES
No. 100/59-A, 1st Floor, South Thaikkat Street Melapalayam, Tirunelveli-627005 Tamil Nadu, India
+91 9659389953 toonicegems@gmail.com

Al-Nida GEMS
No. 1/B3, 1st Floor Village Road Balaji Nagar Extension Puzhuthivakkam, Chennai-600091 Tamil Nadu, India
+91 9042150339 alnidagems@gmail.com

HG GEMS
HANIYAHANA GEMS CO., LTD.
No. 191/16, Soi Puttha Osot Siphraya, Bangrak Bangkok - 10500 Thailand
+66 638751327 gemscertify22@gmail.com

طالبِ دعا: اے شمس العالم (جماعت احمدیہ میلا پالم، صوبہ تامل ناڈو)

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 4؍اپریل 2024ء بروز جمعرات 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

مکرم ناصر احمد ججہ صاحب ابن مکرم فیض احمد ججہ صاحب (چیم۔ یوکے)

28؍مارچ 2024ء کو 80 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحوم کا تعلق کوٹ آغا، سیالکوٹ سے تھا۔ پیشے کے لحاظ سے الیکٹریکل انجینئر تھے۔ سرکاری ملازمت کے دوران آپ کو مخالفت کا بھی سامنا کرنا پڑا لیکن ہمیشہ ثابت قدم رہے۔ مجلس خدام الاحمدیہ میرپور آزاد کشمیر کے ضلعی قائد کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ آپ ایک نڈر اور پر جوش داعی الی اللہ تھے۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند ایک نیک مخلص اور باوفا انسان تھے۔ خلافت کے ساتھ عقیدت کا گہرا تعلق تھا۔ 2014ء میں یوکے آئے اور لوکل جماعت ساؤتھ ہیم میں مختلف شعبوں میں خدمت کی توفیق پائی۔ بیت الفتوح میں بھی بطور والنٹیئر کام کرتے رہے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرمہ ریحانہ کوثر صاحبہ اہلیہ مکرم سید احمد صاحب (شیفیلڈ۔ یوکے)

13؍مارچ 2024ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، ضرورتمندوں کا خیال رکھنے والی، صبر و شکر کے جذبہ سے سرشار ایک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر قربانی پیش کرتی تھیں۔ اپنے بچوں کی دینی و دنیوی تعلیم کا بہت خیال رکھا اور ان کی اچھی تربیت کی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں چھ بیٹیاں شامل ہیں۔

(2) مکرم ساجد محمود صاحب ابن مکرم مبارک رسول صاحب (فیصل آباد)

28؍فروری 2024ء کو مڈغاسکر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ۔ آپ کے والد نے 1970ء میں ایک خواب کے ذریعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، ایک نیک سیرت، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ آپ نے فیصل آباد میں نائب زعیم اعلیٰ مجلس فضل عمر کے علاوہ مقامی سیکرٹری مال، امام الصلوٰۃ، سیکرٹری تجنید اور زعیم حلقہ کے طور پر اور پھر مڈغاسکر میں لوکل سیکرٹری مال کے علاوہ مجلس انصار اللہ کے شعبہ مال میں خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے شامل ہیں۔

(3) مکرمہ امۃ السلام صاحبہ اہلیہ مکرم نثار احمد ناصر صاحب مرحوم (لاہور)

23؍مارچ 2024ء کو 79 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ۔ آپ نے اپنا گھر نماز سینٹر کے لیے دیا ہوا تھا اور نمازیوں کے گھر آنے پر بہت خوشی سے سب انتظام کیا کرتی تھیں۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، خوش اخلاق، مہمان نواز، صابرہ و شاکرہ، بڑی مخلص اور نیک خاتون تھیں۔ خلافت کے ساتھ عقیدت کا گہرا تعلق تھا۔ دو نوجوان بیٹوں اور میاں کی وفات کا صدمہ بڑے صبر و ہمت سے برداشت کیا اور ہمیشہ خدا کی شکر گزار رہیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں چار بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم ڈاکٹر طارق انور باجوہ صاحب (نیشنل سیکرٹری تحریک جدید یوکے) کی خالہ اور مکرم عزیز احمد بلال صاحب (مربی سلسلہ ایڈیشنل وکالت تبشیر یوکے) کی پھوپھی تھیں۔

(4) مکرم مصور احمد صاحب ابن مکرم شیخ محمد منظور صاحب (اوکاڑہ)

18؍ستمبر 2021ء کو 25 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحوم تحریک وقف نو میں شامل تھے۔ آپ ناظم صحت جسمانی اور ناظم وقار عمل ضلع کے طور پر خدمت سرانجام دیتے رہے ہیں۔ مرحوم اچھے اخلاق کے مالک ایک مخلص نوجوان اور اللہ کے فضل سے موصی تھے۔

(5) مکرم محمد الیاس تنویر صاحب ابن مکرم صوبیدار محمد حنیف صاحب مرحوم (ربوہ)

5؍مارچ 2024ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت مولوی محمد حسین صاحب رضی اللہ عنہ (المعروف سبز پگڑی والے) کے پوتے اور مکرم حکیم محمد دین صاحب مرحوم درویش قادیان (سابق پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان و ناظم دارالقضاء و صدر صدر انجمن احمدیہ قادیان) کے داماد تھے۔ آپ نے ۱۲ سال جماعت کے مختلف دفاتر میں خدمت کی توفیق پائی۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، چندوں میں باقاعدہ ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔

(6) مکرم مبشر احمد صاحب ابن مکرم نور احمد صاحب (کنری ضلع عمرکوٹ سندھ)

12؍اپریل 2023ء کو 65 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحوم دس سال سے زائد عرصہ تک تحریک جدید کی کنری میں اولڈ کاٹن فیکٹری میں بطور گارڈ ملازمت کرتے رہے ہیں۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند ایک نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ آپ مکرم حافظ زوہیب احمد صاحب (مربی سلسلہ) کے والد اور مکرم لئیق احمد طاہر صاحب (مربی سلسلہ) کے کزن تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

❁❁❁❁

بقیہ حضور انور کے بصیرت افروز جوابات از صفحہ نمبر 2

کہ سات ہی دروازے ہوں۔ کیونکہ سات اور ستر کا ہندسہ عربوں میں تکمیل یا کثرت کے اظہار کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ اس محاورہ کے رو سے دوزخ کے سات دروازے ہونے سے یہ مراد ہے کہ اس کے کثرت سے دروازے ہوں گے اور تمام گناہوں کا خیال رکھا جائے گا۔ اور لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ جو فرمایا تو اس کے یہ معنے ہیں کہ جس قسم کے گناہ ہوں گے ویسے ہی دروازے سے وہ جہنم میں داخل ہوگا۔ جنت کے متعلق بھی احادیث میں آتا ہے کہ مختلف نیکیوں کے الگ الگ دروازے ہوں گے اور ہر شخص اپنی مناسب حال نیکی کے راستہ سے جنت میں داخل ہوگا۔

(تفسیر کبیر جلد چہارم صفحہ ۸۱،۸۲ مطبوعہ ۲۰۰۴ء)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام جنت اور جہنم کے دروازوں کی وضاحت کرتے ہوئے ایک موقع پر فرماتے ہیں: چند روز سے جو مستورات میں وعظ کا سلسلہ جاری ہے ایک روز یہ ذکر آ گیا کہ دوزخ کے سات دروازے ہیں اور بہشت کے آٹھ۔ اس کا کیا سر ہے تو ایک دفعہ ہی میرے دل میں ڈالا گیا کہ اصول جرائم بھی سات ہی ہیں اور نیکیوں کے اُصول بھی سات۔ بہشت کا جو آٹھواں دروازہ ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کا دروازہ ہے۔

دوزخ کے سات دروازوں کے جو اُصول جرائم سات ہیں ان میں سے ایک بدظنی ہے۔ بدظنی کے ذریعہ بھی انسان ہلاک ہوتا ہے اور تمام باطل پرست بدظنی سے گمراہ ہوئے ہیں۔ دوسرا اصول تکبر ہے۔ تکبر کرنے والا اہل حق سے الگ رہتا ہے اور اسے سعادت مندوں کی طرح اقرار کی توفیق نہیں ملتی۔ تیسرا اصول جہالت ہے یہ بھی ہلاک کرتی ہے۔ چوتھا اصول اتباع ھویٰ ہے۔ پانچواں کورانہ تقلید ہے۔ غرض اسی طرح پر جرائم کے سات اصول ہیں اور یہ سب کے سب قرآن شریف سے مستنبط ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے ان دروازوں کا علم مجھے دیا ہے۔ جو گناہ کوئی بتائے وہ ان کے نیچے آ جاتا ہے۔ کورانہ تقلید اور اتباع ھویٰ کے ذیل میں بہت سے گناہ آتے ہیں۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 224 تا 225۔ مطبوعہ 2022ء)

پس خلاصہ کلام یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جنت میں نیک لوگوں کی نیکیوں کے مطابق اور جہنم میں گناہگاروں کے جرائم کے اعتبار سے داخل ہونے کے دروازے بھی تیار کر رکھے ہیں اور پھر اسی طرح آگے جنت نیکوں کے لیے ان کے اعمال صالحہ کے حساب سے اور جہنم میں بدوں کی بدیوں کے مطابق جزا اور سزا کے لیے درجات اور مراتب بھی بنا رکھے ہیں، جن کا کسی قدر ذکر قرآن کریم اور احادیث نبویہؐ میں مذکور ہے لیکن ان کی حتمی تعداد کا علم اللہ تعالیٰ ہی کی ہستی کو ہے جس کا علم تمام کائنات پر حاوی ہے۔

سوال: جرمنی سے ایک غیر احمدی خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے Female Genital Mutilation کے بارے میں راہنمائی چاہی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 12 دسمبر 2022ء میں اس مسئلہ کے بارے میں درج ذیل ہدایات عطا فرمائیں۔ حضور نے فرمایا:

جواب: قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں کہیں پر بھی عورتوں کے ختنہ کا حکم نہیں دیا گیا۔ جبکہ لڑکوں کے ختنہ کو فطرت کا حصہ قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اَلْفِطْرَةُ خَمْسٌ أَوْ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ الْخِتَانُ وَالْاِسْتِحْدَادُ وَنَتْفُ الْإِبْطِ وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ وَقَصُّ الشَّارِبِ۔ (بخاری کتاب اللباس بَاب قَصِّ الشَّارِبِ) یعنی پانچ چیزیں فطرت کا حصہ ہیں، ختنہ کرنا، زیر ناف بال صاف کرنا، بغلوں کے بال صاف کرنا، ناخن تراشنا اور مونچھیں کترنا۔

لڑکوں کے ختنہ پر امت محمدیہ کا تعامل ثابت ہے۔ جبکہ عورتوں کے ختنہ کے بارے میں ہمیں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ سے کوئی تعامل نہیں ملتا اور جن دو تین احادیث میں عورتوں کے ختنہ کا ذکر آیا ہے، ان کے راویوں پر علماء حدیث نے تنقید کرتے ہوئے بعض راویوں کو مجہول اور مدلس کہا ہے اور ان احادیث کو ضعیف اور منقطع قرار دیا ہے۔

اسلام کی بعثت سے قبل عرب میں بعض قبائل میں عورتوں کے ختنہ کا رواج تھا، جیسا کہ اس زمانہ میں بھی افریقہ کے بعض علاقوں میں اس کا رواج ہے۔ لیکن شریعت اسلام نے کہیں عورتوں کے ختنہ کا حکم نہیں دیا۔

عورتوں کے ختنہ کے قائلین اس کا ایک مقصد جنسی خواہش میں کمی قرار دیتے ہیں۔ مرد و عورت میں جنسی خواہش کا پایا جانا اللہ تعالیٰ کی طرف سے فطرتاً ودیعت کردہ ہے۔ اسلام نے کسی جگہ فطرت کے خلاف حکم نہیں دیا۔ لیکن ان فطرتی جذبات کو درست سمت میں رکھنے کے لیے اسلام نے مختلف ہدایات ضرور دی ہیں۔ چنانچہ بناؤ سنگھار کرنا بھی عورت کی فطرت کا حصہ ہے۔ اسلام نے اسے اس سے بھی نہیں روکا لیکن اس بارے میں اسے یہ ہدایت دی ہے کہ وہ بناؤ سنگھار اپنے خاوند کے لیے کرے، بناؤ سنگھار کر کے غیروں کے سامنے نہ جائے، کیونکہ اس کے نتیجہ میں معاشرہ میں برائیاں پیدا ہونے کا احتمال ہوتا ہے، جو اسلامی تعلیم کے خلاف ہے۔

ختنہ کے ذریعہ عورت کی جنسی خواہش کو بالکل ختم کر کے اگر اسے غلام بنانا مقصود ہو تو یہ بھی اسلام کی تعلیم کے خلاف ہے کیونکہ اسلام نے غلامی کے خلاف تعلیم دی اور غلاموں کو آزاد کرنے کا بار بار حکم دیا ہے۔

حضرت عمرؓ نے اپنے عہد خلافت میں رات کے وقت مدینہ کی گلیوں میں چکر لگاتے ہوئے ایک گھر سے کسی خاتون کے اپنے خاوند کی جدائی میں جذباتی اشعار سنے تو آپ نے اس عورت سے پوچھا کہ تجھے کیا ہو گیا ہے؟ اس نے عرض کیا کہ میرا خاوند کئی مہینوں سے جنگ پر گیا ہوا ہے اور اب اس کا شوق مجھ پر غالب آ گیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے اس سے پوچھا! تو نے کوئی بد ارادہ تو نہیں کیا؟ اس نے کہا معاذ اللہ۔ آپ نے فرمایا! اپنے آپ کو سنبھالے رکھو۔ میں تمہارے خاوند کو بلانے کے لیے قاصد روانہ کرتا ہوں۔ آپ نے اس کے خاوند کو بلانے کے لیے قاصد روانہ کیا اور پھر آپ حضرت حفصہؓ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ میں تم سے ایک ایسی بات پوچھنے لگا ہوں جس نے مجھے پریشان کر دیا ہے۔ پس تم میری پریشانی دور کر دو۔ عورت مرد کے بغیر کتنی مدت اپنے آپ کو روک سکتی ہے۔ یہ سن کر حضرت حفصہؓ نے شرم سے سر نیچے کر لیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ حق بات سے شرم نہیں کرتا۔ اس پر حضرت حفصہؓ نے ہاتھ کے اشارہ سے بتایا کہ تین مہینے یا چار مہینے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے اپنے عاملین کو حکم بھجوایا کہ کسی فوجی کو چار ماہ سے زیادہ جنگ پر نہ رکھا جائے۔ (مصنف عبدالرزاق جلد ۷، صفحہ ۱۵۱، حدیث نمبر ۱۲۵۹۳) (تاریخ الخلفاء مصنفہ علامہ جلال الدین سیوطیؒ، باب حضرت عمرؓ فصل فی نبذ من أخبارہ وقضایاہ)

اگر ختنہ کے ذریعہ عورت کی جنسی خواہش ہی ختم ہو جاتی تھی اور عرب میں عورتوں کے ختنہ کا عام رواج تھا تو اس عورت کو اپنے خاوند کے ساتھ جسمانی تعلق کی ضرورت کیوں محسوس ہو رہی تھی۔

پس ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفائے راشدین کے عہد مبارک میں عورتوں کے ختنہ کا رواج بالکل نہیں تھا۔ اگر کسی علاقہ میں اس کا رواج تھا تو وہ صرف ایک علاقائی رواج تھا، اسلام کی تعلیم کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں تھا۔

سوال: یوکے سے ایک مربی صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں استفسار بھجوائے کہ کیا خواتین کو Mixed Gym میں جانے کی اجازت ہے جبکہ زیادہ Rush نہ ہو؟ اور کیا ایک احمدی میوزک ٹیچر کا پیشہ اختیار کر سکتا ہے؟ نیز یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تصنیف ازالہ اوہام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو طالب کے مابین ہونے والے مکالمہ کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ ”یہ تمام عبارت الہامی ہے۔“ لیکن اس عبارت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد فرمودہ یہ فقرہ موجود نہیں جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر یہ سورج میرے ایک ہاتھ میں چاند دوسرے ہاتھ میں رکھ دیں تب بھی میں اپنے اس کام کو نہیں چھوڑوں گا۔ اس بارے میں راہنمائی کی درخواست ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ ۱۲ دسمبر ۲۰۲۲ء میں ان سوالات کے درج ذیل جواب عطا فرمائے۔ حضور نے فرمایا:

جواب: اسلام نے اگرچہ مرد و خواتین دونوں کو ہی غض بصر کرنے اور اپنے اپنے ستر کی حفاظت کا حکم دیا ہے لیکن چونکہ مردوں کا زیادہ تر کام گھر سے باہر سے تعلق رکھتا ہے اور خواتین کے لیے ان کا گھروں میں رہنا اسلام نے زیادہ پسند کیا ہے۔ اور باہر جانے کی صورت میں ان کے لیے نسبتاً زیادہ احتیاط اختیار کرنے کی تعلیم دی ہے جیسا کہ فرمایا وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ...وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ۔ (سورۃ النور: 32) یعنی اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کیا کریں سوائے اس کے جو آپ ہی آپ بے اختیار ظاہر ہوتی ہو۔ اور اپنی اوڑھنیوں کو اپنے سینہ پر سے گزار کر اور اس کو ڈھانک کر پہنا کریں...... اور اپنے پاؤں (زور سے زمین پر) اس لیے نہ مارا کریں کہ وہ چیز ظاہر ہو جائے جس کو وہ اپنی زینت سے چھپا رہی ہیں۔

پس اگر خواتین کے لیے Mixed Gym میں جانا ناگزیر ہو پھر انہیں ان ارشادات کی روشنی میں اپنے پردہ اور لباس کا پورا خیال رکھنا چاہیے، یعنی ان کا لباس ڈھیلا ہو اور سر وغیرہ ڈھکا ہوا ہو۔ نیز وہاں پر بھی انہیں مردوں کے ساتھ Mix up نہیں ہونا چاہیے۔

2۔ ایک احمدی کو ایسا پیشہ اختیار کرنا چاہیے جو مشتبہ امور سے پاک ہو۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بارے میں ہماری راہنمائی کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ حلال اور حرام واضح ہیں اور ان دونوں کے درمیان بعض چیزیں مشتبہ ہیں جن کو بہت سے لوگ نہیں جانتے۔ پس جو کوئی مشتبہ چیزوں سے بھی بچ گیا اس نے اپنے دین اور عزت کو بچا لیا۔ اور جو کوئی ان مشتبہ چیزوں میں پڑ گیا اس کی مثال اس چرواہے کی سی ہے جو کسی کی محفوظ چراگاہ کے قریب اپنے جانوروں کو چراتا ہے۔ اور ممکن ہے کہ اس کے جانور کبھی اس چراگاہ میں گھس جائیں۔ سن لو کہ ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہوتی ہے اور اللہ کی چراگاہ اس کی زمین پر حرام چیزیں ہیں۔ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب فضل من استبرلدینہ)

میوزک کا پیشہ اختیار کرنا بھی میرے نزدیک مشتبہ امور میں شامل ہے۔ اس لیے بہتر ہے کہ اس سے بچا جائے۔ گھر میں بیٹھ کر میوزک سننا یا آلات موسیقی بجا لینا اَور بات ہے لیکن لوگوں کو سکھانے کے لیے اس پیشہ کو اختیار کرنا کئی قباحتوں کا دروازہ کھولنے کا باعث بن سکتا ہے۔ اس صورت میں پھر مختلف پروگراموں اور Concerts میں جانا پڑے گا۔ جس سے مختلف برائیوں کے راستے کھلیں گے۔ اس لیے بہتر ہے کہ اس کی بجائے کوئی اور پیشہ کو اختیار کیا جائے۔

3۔ حضرت ابو طالب والے معاملہ میں ایک بات تو یہ یاد رکھنے والی ہے کہ مخالفین اسلام نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسلام کی تبلیغ اور اللہ تعالیٰ کے پیغام کو پھیلانے سے روکنے کے لیے متعدد کوششیں کیں اور کئی بار حضرت ابو طالب کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شکایت کی اور مخالفین حضرت ابو طالب کو ان کی سرداری نیز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے بارے میں دھمکیاں بھی دیتے رہے۔ اسی طرح مخالفین نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مختلف قسم کی دنیاوی لالچیں بھی دیں۔ لیکن ان تمام کارروائیوں کے جواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشہ یہی فرمایا کہ میں اس کام کو جو خدا تعالیٰ نے میرے سپرد فرمایا ہے کسی بھی قیمت پر نہیں چھوڑ سکتا۔

پس ممکن ہے کہ یہ دونوں الگ الگ واقعات ہوں۔ وہ واقعہ جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ہاتھ میں چاند اور دوسرے ہاتھ میں سورج رکھنے کی بات فرمائی ہو الگ ہو۔ اور یہ مکالمہ جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ازالۂ اوہام میں درج فرمایا ہے الگ واقعہ ہو۔ جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ”یہی تو کام ہے جس کے لیے میں بھیجا گیا ہوں اگر اس سے مجھے مرنا درپیش ہے تو میں بخوشی اپنے لیے اس موت کو قبول کرتا ہوں میری زندگی اسی راہ میں وقف ہے میں موت کے ڈر سے اظہار حق سے رک نہیں سکتا۔“

پھر اس بات کا بھی امکان ہے کہ چاند اور سورج والی بات کو کسی راوی نے زور ڈالنے کے لیے اس مکالمہ میں شامل کر دیا ہو، اصل مکالمہ میں یہ بات موجود ہی نہ ہو۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس عبارت کو جو آپ نے ازالۂ اوہام میں درج فرمائی ہے، الہامی عبارت قرار دے رہے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کی طرف سے بتائی جانے والی بات غلط نہیں ہو سکتی۔

نیز دونوں باتوں پر غور کریں تو ایک ہاتھ پر چاند رکھنے اور دوسرے ہاتھ پر سورج رکھنے والی بات میں کسی قدر لالچ کی ترغیب پائی جاتی ہے جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان فرمودہ عبارت میں جان تک قربان کرنے کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے ہیں۔ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان فرمودہ الہامی عبارت میں قربانی کا معیار بہت بڑھا ہوا ہے۔ کیونکہ کسی کام کے لیے جان دے دینا آسان کام نہیں۔

علاوہ ازیں دونوں صورتوں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جواب کا مقصد اور نتیجہ بہرحال ایک ہی ہے کہ چاہے میری جان چلی جائے، اور خواہ مخالفین میرے ایک ہاتھ میں چاند اور دوسرے ہاتھ میں سورج رکھ دیں مَیں ہرگز ہرگز اس کام سے باز آنے والا نہیں ہوں۔

(مرتبہ: ظہیر احمد خان۔ انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 9 مارچ 2024)

ارشاد باری تعالیٰ

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ۝

ترجمہ: سُنو کہ یقیناً اللہ کے دوست ہی ہیں جن پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہونگے وہ لوگ جو ایمان لائے اور وہ تقویٰ پر عمل پیرا تھے۔ (سورہ یونس: 63)

طالب دعا: سید بشیر الدین محمود احمد افضل مع فیملی وافراد خاندان (جماعت احمدیہ شموگہ، صوبہ کرناٹک)

HOTEL FIRDOUS
SALANDI BY PASS (BHADRAK)
Nearest to Bus Stand & Railway Station
A/C & Non A/C Rooms, Marriage & Confrence Hall, Laundry Facility
Landline : 06784-240620 Mobile : 9078517843, 7852974737
طالب دعا: شیخ طاہر احمد (جماعت احمدیہ بھدرک، صوبہ اڈیشہ)

وصــــایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہوتو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر11788: میں شیخ عظیم ولد مکرم شیخ کیفی صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 59 سال تاریخ بیعت 1970ء ساکن پٹھان محلہ سورو ضلع بالاسور صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 24 اپریل 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ والد صاحب مرحوم کا ترکہ ساڑھے 29 ڈسمل زمین جس میں پختہ مکان ہے۔ اسکی موجودہ قیمت -/34,50,000 روپے ہے۔ مذکورہ جائداد کے ہم پانچ بھائی اور تین بہنیں اور والدہ محترمہ شرعی حصہ دار ہیں۔ پلاٹ کا کھاتہ نمبر 266، پلاٹ نمبر 449، 450 موجا باڑے سورو یونٹ 8۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/37,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد افتخار العبد : شیخ عظیم گواہ : شیخ نعیم

مسل نمبر11789: میں شیخ اختر علی ولد مکرم شیخ سلیمان صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 38 سال تاریخ بیعت دسمبر 2000 ساکن پار محلہ سورو ضلع بالاسور صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 22 اپریل 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ والد صاحب مرحوم کا ترکہ ساڑھے 16 ڈسمل زمین ہے اس پر کچّا مکان ہے۔ اس جائداد کے ہم چھ بھائی حصہ دار ہیں۔ جس کی موجودہ قیمت مبلغ -/26,75,000 روپے ہے۔ پلاٹ نمبر 253 کھاتہ نمبر 404 موجا اڑنگ سورو۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/10,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد افتخار العبد : شیخ اختر علی گواہ : شیخ عبدالعزیز

مسل نمبر11790: میں حلیم الدین خان ولد مکرم صداقت علی خان صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان پنشنر عمر 65 سال پیدائشی احمدی ساکن دارالبرکات کیرنگ خوردہ صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 8 مئی 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ کھیتی زمین 70 گنٹھ (ایک ایکڑ 65 ڈسمل) کھاتہ نمبر 581، پلاٹ نمبر 112 موجا نواپڈا خوردہ جس کی موجودہ قیمت -/7,00,000 روپے ہے۔ اس میں ہم چار بھائی اور ایک بہن شرعی حصہ دار ہیں۔ خاکسار کا ایک پختہ مکان ہے جسکی موجودہ قیمت -/12,00,000 روپے ہے کھاتہ نمبر 210 پلاٹ نمبر 971 برلب سڑک کیرنگ آٹو اسٹینڈ۔ یہ پلاٹ خاکسار کی اہلیہ مرحومہ کے نام ہے۔ مکان کا مالک خاکسار ہے۔ میرا گزارہ آمد از پنشن ماہوار -/37,400 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : ظفر اللہ خان العبد : حلیم الدین خان گواہ : منور احمد

مسل نمبر11791: میں امۃ القدیم زوجہ مکرم شیخ انس احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 33 سال پیدائشی احمدی ساکن کوسمبی سونگرہ کٹک صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 4 مئی 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: گلے کا ہار ایک عدد، گلے کی چین ایک عدد، کان کے کانٹے دو جوڑی، چار انگوٹھیاں (تمام زیورات 40 گرام 22 کیریٹ) زیور نقرئی: دو جوڑی پازیب وزن 50 گرام۔ حق مہر -/75,000 روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : شیخ انس احمد الامۃ : امۃ القدیم گواہ : محمد افتخار

مسل نمبر11792: میں شیخ شہزاد منعم ولد مکرم شیخ عبدالمنعم صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ تلاش روزگار عمر 26 سال پیدائشی احمدی ساکن دارالاسلام کیرنگ ضلع خوردہ صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 9 مئی 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از خورد ونوش ماہوار 2,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ : شیخ عبدالمنعم العبد : شیخ شہزاد منعم گواہ : سعید محمد

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

جس شخص کی خواہش ہو کہ اسکی عمر لمبی ہو اور رزق میں فراوانی ہو تو اسکو چاہئے کہ اپنے والدین سے حُسن سلوک کرے اور صلہ رحمی کی عادت ڈالے۔

(مسند احمد جلد ۳ صفحہ ۲۶۶، بحوالہ حدیقۃ الصالحین حدیث نمبر 398)

طالب دعا : شیخ صادق علی وافراد خاندان (جماعت احمدیہ تالبر کوٹ، صوبہ اڈیشہ)

مسل نمبر11793: میں فریدہ بیگم زوجہ مکرم ایوب خان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 46 سال پیدائشی احمدی ساکن محلہ دارالفضل کیرنگ خوردہ صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 11 مئی 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ایک جوڑی کان کے کانٹے، ایک جوڑی کان کے پھول، ایک عدد ناک کا پھول (کل وزن 10 گرام 22 کیریٹ) حق مہر -/5,525 روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : ایوب خان الامۃ : فریدہ بیگم گواہ : محمد فضل عمر

مسل نمبر11794: میں خورشیدہ بیگم زوجہ مکرم شیخ غلام صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 53 سال پیدائشی احمدی ساکن دارالبرکات کیرنگ ضلع خوردہ صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 11 مئی 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: (1) گلے کی چین ایک عدد 8 گرام۔ (2) کان کے کانٹے اور جھمکے دو جوڑی 12 گرام۔ (3) انگوٹھی 3 عدد 4 گرام (تمام زیورات 24 گرام 22 کیریٹ) حق مہر -/25,000 روپے خاوند سے وصول پا چکی ہوں۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ : محمد فضل عمر الامۃ : خورشیدہ بیگم گواہ : شیخ غلام

مسل نمبر11795: میں امۃ الشکور مبارکہ زوجہ مکرم شیخ ضیاء الرحمٰن صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 59 سال پیدائشی احمدی ساکن دارا لبرکات کیرنگ ضلع خوردہ صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 9 مئی 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: گلے کی چین ایک عدد، ہاتھ کی چوڑیاں دو عدد، کان کے کانٹے دو جوڑی (تمام زیورات 40 گرام 22 کیریٹ) زیور نقرئی: پازیب، انگوٹھی (کل وزن 100 گرام)، والد صاحب مرحوم کی جائداد میں موصولہ ترکہ مبلغ -/60,000 روپے ہے۔ حق مہر مبلغ -/10,000 روپے وصول شد۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 700 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ : شیخ ضیاء الرحمٰن الامۃ : امۃ الشکور مبارکہ گواہ : سعید محمد

مسل نمبر11796: میں بصیرہ بیگم زوجہ مکرم عبدالسلیم خان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 42 سال پیدائشی احمدی ساکن: دارالفضل کیرنگ ضلع خوردہ صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 10 مئی 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: گلے کا ہار ایک عدد، کان کے کانٹے اور پھول 3 جوڑی، دو عدد ناک کے چھلے (تمام زیورات 18 گرام 22 کیریٹ) حق مہر -/30,000 روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : عبدالسلیم خان الامۃ : بصیرہ بیگم گواہ : محمد فضل عمر

مسل نمبر11797: میں صائمہ اطہر زوجہ مکرم سلیم الدین خان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 23 سال پیدائشی احمدی ساکن محمود آباد کیرنگ ضلع خوردہ صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 7 مئی 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: دو عدد گلے کے ہار، تین جوڑی کان کے کانٹے، دو عدد کڑے، چار عدد انگوٹھیاں (تمام زیورات 45 گرام 22 کیریٹ) زیور نقرئی: پازیب، انگوٹھیاں، ہاتھ کی چین (کل وزن 250 گرام) حق مہر -/1,80,000 روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 700 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : سلیم الدین خان الامۃ : صائمہ اطہر گواہ : شیخ ادریس

کام جو کرتے ہیں تیری رہ میں پاتے ہیں جزا ☆ مجھ سے کیا دیکھا کہ یہ لطف وکرم ہے بار بار (المسیح الموعودؑ)

LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE

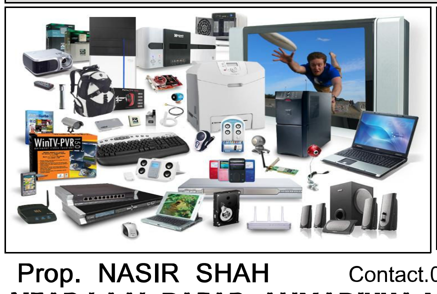

WATCH SALES & SERVICE
LCD LED SMART TV
VCD & CD PLAYER
EXPORT AND IMPORT GOODS
AND ALL KIND OF ELECTRONICS
AVAILABLE HERE

Prop. NASIR SHAH Contact.03592-226107,281920, +91-7908149128
NEAR LAAL BAZAR, AHMADIYYA MUSLIM MISSION GANGTOK SIKKIM

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ
بدر قادیان

Weekly **BADAR** Qadian

Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA

Postal Reg. No. GDP/001/2023-25 Vol. 73 Thursday 25 - July - 2024 Issue. 30

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

صحابہ نے جب یہ دیکھا کہ ان کے آقاؐ نے بنو مصطلق کی رئیس زادی کو شرف ازدواجی عطا فرمایا ہے تو انہوں نے اس بات کو خلاف شانِ نبوی سمجھا کہ آپؐ کے سسرال والوں کو اپنے ہاتھ میں قید رکھیں اور اس طرح سینکڑوں قیدی بلافدیہ یک لخت آزاد کردیئے گئے

رسول اللہ ﷺ غزوہ بنو مصطلق سے مظفر و منصور کامیاب و کامران مدینہ واپس تشریف لائے اور کل اٹھائیس روز مدینہ سے باہر رہے

غزوہ بنو مصطلق کے اسباب و واقعات کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 19 ؍ جولائی 2024ء بمقام مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: غزوہ بنو مصطلق کا ذکر گذشتہ خطبہ میں ہوا تھا۔ صحیح بخاری میں روایت آتی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بنو مصطلق پر حملہ کیا تو وہ غافل تھے جبکہ مؤرخین اور سیرت نگار لکھتے ہیں کہ غفلت کی حالت میں آنحضرت ﷺ نے حملہ نہیں کیا۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں کہ: صحیح بخاری میں ایک روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے بنو مصطلق پر ایسے وقت میں حملہ کیا تھا کہ وہ غفلت کی حالت میں اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے تھے۔ مگر غور سے دیکھا جائے تو یہ روایت مؤرخین کی روایت کے خلاف نہیں ہے بلکہ درحقیقت یہ دو روایتیں دو مختلف وقتوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ یعنی واقعہ یوں ہے کہ جب اسلامی لشکر بنو مصطلق کے قریب پہنچا تو اس وقت چونکہ ان کو یہ معلوم نہیں تھا کہ مسلمان بالکل قریب آگئے ہیں، گو انہیں اسلامی لشکر کی آمد آمد کی اطلاع ضرور ہو چکی تھی وہ اطمینان کے ساتھ ایک بے ترتیبی کی حالت میں پڑے تھے اور اسی حالت کی طرف بخاری کی روایت میں اشارہ ہے لیکن جب ان کو مسلمانوں کے پہنچنے کی اطلاع ہوئی تو فوراً صف بند ہو کر مقابلہ کے لئے تیار ہو گئے اور یہ وہ حالت ہے جس کا ذکر مورخین نے کیا ہے۔ اس اختلاف کی یہی تشریح علامہ ابن حجر اور بعض دوسرے محققین نے کی ہے اور یہی درست معلوم ہوتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا: اس غزوہ میں صرف ایک صحابی شہید ہوئے اور یہ بھی غلطی سے ایک مسلمان کے ہاتھ ہی شہید ہوئے تھے۔ ان کا نام حضرت ہشام بن صبابہ تھا۔ انہیں ایک انصاری صحابی حضرت اوس نے مشرکین میں سے سمجھا اور غلطی سے شہید کر دیا۔ ہشام کا بھائی جو کہ مکہ میں مقیم تھا اور اس کا نام مقیس بن صبابہ تھا وہ مدینہ آیا اور اسلام قبول کر لیا اور اپنے بھائی کے قتل کی دیت کا مطالبہ کیا جس پر آنحضرت ﷺ نے ہشام کے بھائی مقیس بن صبابہ کو حضرت اوس سے دیت دلوادی جو اس نے لے لی لیکن دیت لینے کے بعد مقیس نے حضرت اوس کو اپنے بھائی کے قتل کی وجہ سے قتل کر دیا اور مرتد ہو کر قریش سے جاملا۔

حضور انور نے فرمایا: لگتا ہے پلاننگ کر کے آیا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے اس ناحق قتل کے قصاص میں اس کو قتل کرنے کا فیصلہ دیا۔ چنانچہ ایک صحابی نمیلہ نے فتح مکہ کے روز مقیس کو قتل کیا۔

اِس جنگ کے دوران فرشتوں کے ذریعہ تائید کا بھی ذکر ملتا ہے۔ ام المؤمنین حضرت جویریہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے ہم مریسیع پر تھے۔ میں نے اپنے والد کو سنا وہ کہہ رہے تھے اتنا بڑا لشکر آگیا ہے جس کا مقابلہ کرنے کی سکت ہم میں نہیں اور میں خود اتنے زیادہ لوگ ہتھیار اور گھوڑے دیکھ رہی تھی کہ میں بیان نہیں کر سکتی۔ جب میں نے اسلام قبول کیا اور رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے شادی کر لی اور ہم واپس آگئے تو میں مسلمانوں کو دیکھنے لگی۔ وہ مجھے پہلے کی طرح زیادہ تعداد میں نظر نہیں آئے جو جنگ کے دوران نظر آرہے تھے، تو میں نے جانا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رعب تھا جو مشرکین کے دلوں میں ڈالا گیا۔ بنو مصطلق میں سے ایک شخص جو بعد میں مسلمان ہو گیا تھا وہ کہتا تھا ہم نے سفید مرد دیکھے جو ابلق یعنی سیاہ و سفید گھوڑوں پر سوار تھے۔ ہم نے نہ انہیں پہلے اور نہ بعد میں دیکھا۔

قبیلہ بنو مصطلق کے جو قیدی گرفتار ہوئے تھے ان میں اس قبیلہ کے سردار حارث بن ابی ضرار کی بیٹی برہ بھی تھی جن کا نام آنحضرت ﷺ نے تبدیل کر کے جویریہ رکھ دیا تھا جو مسافع بن صفوان کے عقد میں تھی جو غزوہ مریسیع میں مارا گیا تھا۔ ان قیدیوں کو آنحضرت ﷺ نے حسب دستور مسلمان سپاہیوں میں تقسیم فرما دیا تھا اور اس تقسیم کی رو سے برہ بنت حارث ایک انصاری صحابی ثابت بن قیس کی سپردگی میں دی گئی تھی۔ برہ نے آزادی حاصل کرنے کے لئے ثابت بن قیس کے ساتھ مکاتبت کے طریق پر سمجھوتہ کیا۔ سمجھوتہ کے بعد برہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور سارے حالات سنائے۔ اور یہ جتلا کر کہ میں بنو مصطلق کے سردار کی لڑکی ہوں فدیہ کی رقم کی ادائیگی میں آپ کی اعانت چاہی۔ یہ خیال کر کے کہ چونکہ وہ ایک مشہور قبیلہ کے سردار کی لڑکی ہے شاید اس کے تعلق سے اس قبیلہ میں تبلیغی آسانیاں پیدا ہو جائیں آپؐ نے ارادہ فرمایا کہ اسے آزاد کر کے اس کے ساتھ شادی فرما لیں۔ چنانچہ آپ نے اسے خود اپنی طرف سے پیغام دیا اور اس کی طرف سے رضامندی کا اظہار ہونے پر آپ نے اپنے پاس سے اس کے فدیہ کی رقم ادا فرما کر اس کے ساتھ شادی کر لی۔ صحابہ نے جب یہ دیکھا کہ ان کے آقا نے بنو مصطلق کی رئیس زادی کو شرف ازدواجی عطا فرمایا ہے تو انہوں نے اس بات کو خلاف شانِ نبوی سمجھا کہ آنحضرت ﷺ کے سسرال والوں کو اپنے ہاتھ میں قید رکھیں اور اس طرح ایک سو گھرانے یعنی سینکڑوں قیدی بلافدیہ یک لخت آزاد کردیئے گئے۔ اسی وجہ سے حضرت عائشہ فرمایا کرتی تھیں کہ جویریہ اپنی قوم کے لئے نہایت مبارک وجود ثابت ہوئی ہے۔ اس رشتہ اور اس احسان کا یہ نتیجہ ہوا کہ بنو مصطلق کے لوگ بہت جلد اسلام کی تعلیم سے متاثر ہو کر آنحضرت ﷺ کے حلقہ بگوشوں میں داخل ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ اس غزوے سے مظفر و منصور کامیاب و کامران مدینہ واپس تشریف لائے اور کل اٹھائیس روز آنحضرت ﷺ مدینہ سے باہر رہے۔

غزوہ بنو مصطلق سے واپسی پر منافقین کے سردار عبداللہ بن ابی بن سلول کے نفاق کا اعلانیہ اور باغیانہ اظہار جو اس نے کیا تھا اس کا بھی تاریخ میں ذکر ملتا ہے۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا بخدا مجھے تو آنحضرت ﷺ کے مدینہ آنے کے وقت سے ہی یہ دین سخت ناپسند تھا لیکن میری قوم نے مجھ پر غلبہ پا لیا اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ قریش کے لوگ ہم پر حاکم ہو گئے اور ہمارے شہر میں ان کی کثرت ہو گئی اور انہوں نے ہمارے احسانات کی ناقدری کی۔ اللہ کی قسم اگر ہم مدینہ پہنچ گئے تو سب سے زیادہ عزت والا شخص سب سے زیادہ ذلیل آدمی کو وہاں سے باہر نکال دے گا۔ ایک نوجوان صحابی حضرت زید بن ارقم نے جب عبداللہ بن ابی کی یہ بات سنی تو انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم تو ہی اپنی قوم میں ذلیل ہے۔ تو ہی کمتر ہے اور محمد ﷺ رحمان خدا کی طرف سے غلبہ اور شان رکھنے والے ہیں اور مسلمانوں کی طرف سے طاقت رکھنے والے ہیں۔ زید بن ارقم نے ساری بات رسول اللہ ﷺ کو بتا دی۔ لشکر میں ابن ابی کی بات پھیل گئی اور لوگوں کا موضوع بحث یہی بات تھی۔ ایک صحابی اوس بن خولی نے عبداللہ بن ابی سے کہا کہ اگر تُو نے یہ بات کہی ہے تو نبی کریم ﷺ کو بتا دے تا کہ وہ تیرے لئے استغفار کریں اور تو اس کا انکار نہ کر۔ کہیں تیرے بارے میں کوئی وحی نازل ہو کر تیری تکذیب نہ کر دے۔ اور اگر تو نے یہ بات نہیں کہی تو رسول اللہ ﷺ کے پاس آ اور ان کو عذر بیان کر اور قسم کھا کہ تو نے یہ نہیں کہا تھا۔ تو اس نے اللہ کی قسم کھائی کہ اس نے کچھ نہیں کہا تھا۔ پھر ابن ابی رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا۔ اس کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابن ابی اگر یہ بات تو نے کہی تھی تو توبہ کر لے تو وہ قسمیں کھانے لگا کہ زید نے جو کچھ کہا میں نے وہ نہیں کہا تھا۔

حضرت عمر بن خطاب نے کہا یا رسول اللہ مجھے اجازت دیں کہ میں ابن ابی کو قتل کر دوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پھر لوگ یہ باتیں کرتے پھریں گے کہ میں اپنے ساتھیوں کو قتل کر رہا ہوں۔ حضرت عمر نے عرض کیا پھر آپ لوگوں کو روانگی کا حکم دیں۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ حضرت عمر بیان کرتے ہیں کہ میں نے لوگوں میں روانگی کا اعلان کیا۔ اس وقت شدید گرمی تھی اور آپ کی عادت یہ تھی کہ ٹھنڈے وقت سفر کرتے تھے۔ سب سے پہلے آپ کو سعد بن عبادہ ملے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول ﷺ آپ نے ایسے وقت میں روانگی اختیار کی ہے جس میں آپ کی عادت روانگی کی نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تجھ تک وہ باتیں نہیں پہنچیں جو تمہارے ساتھی نے کہی ہیں۔ انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ کون سا ساتھی۔ آپ نے فرمایا عبداللہ بن ابی نے کہا ہے کہ جب وہ مدینہ واپس لوٹے گا تو زیادہ عزت والا شخص مدینہ سے زیادہ ذلت والے کو نکال دے گا۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر آپ چاہیں تو اس کو مدینہ سے نکال دیں کیونکہ وہ ذلیل ترین ہے اور آپ بہت عزت والے ہیں اور عزت اللہ کے لئے اور آپ کے لئے اور مؤمنین کے لئے ہے۔ پھر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس پر نرمی کریں۔ اللہ کی قسم اس کی قوم اس کے لئے تاج پوشی کی تیاری کر رہی تھی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مدینہ لے آیا تو اس کا خیال ہے کہ آپ نے اس کی بادشاہت چھین لی۔ بہرحال آنحضرت ﷺ کو زید کی بات کا یقین آ گیا تھا کہ اس نے عبداللہ بن ابی بن سلول کے متعلق جو کچھ کہا ہے صحیح کہا ہے اور عبداللہ جھوٹ بول رہا ہے لیکن اس وقت آپ مصلحتاً خاموش رہے اور آپ نے کہا چلو مدینہ جا کر دیکھتے ہیں کون ذلیل ہے اور کون عزت والا ہے۔ لیکن بہرحال آخر میں پھر یہی ثابت ہوا کہ اس کا قصور تھا اور اس نے یہ باتیں کہی تھیں۔ اس کی تفصیل انشاء اللہ آئندہ بیان کروں گا۔

حضور انور نے فرمایا: اگلے جمعہ انشاء اللہ برطانیہ کا جلسہ سالانہ بھی شروع ہو گا۔ اس کے لئے بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔

فرمایا: کچھ مرحومین کا ذکر کروں گا اور جنازہ پڑھاؤں گا۔ پہلا ذکر ہے سلیمہ بانو صاحبہ کا جو محمد حمید کوثر صاحب ناظر دعوت الی اللہ شمالی ہند کی اہلیہ تھیں۔ گذشتہ دنوں ان کی وفات ہوئی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ عبدالغنی صاحب مرحوم بھدروا جموں کشمیر کی بیٹی تھیں جنہوں نے مولوی محمد حسین صاحب کے ذریعہ 1935ء میں بیعت کی تھی۔ مرحومہ جو بھی گزارہ الاؤنس ملتا تھا اُسی میں انتہائی کفایت شعاری سے گزارہ کرتی تھیں اور مہمانوں کی مہمان نوازی بھی کرتی تھیں اور کہتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس الاؤنس میں غیر معمولی برکت عطا فرمائی ہے۔ قناعت تھی کبھی شکوہ نہیں کیا۔ شوہر کی پوسٹنگ بمبئی ہونے پر بمبئی میں بطور صدر لجنہ خدمت بجالاتی رہیں پھر کبابیر میں تبادلہ ہو گیا وہاں انہوں نے بڑی جلدی عربی سیکھی اور لجنہ کی تعلیم و تربیت میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔ صدر لجنہ اماء اللہ کبابیر کے طور پر خدمت بجا لاتی رہیں۔ لجنہ اماء اللہ کو از سر نو منظم کیا۔ اجتماع کے انعقاد کا سلسلہ شروع کروایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے بھی ان کے کام کی تعریف کی تھی۔ جب تک صحت نے اجازت دی مرحومہ تقریباً روزانہ بیت الدعا اور مسجد مبارک اور بیت الذکر اور بہشتی مقبرہ میں نوافل اور دعا کے لئے جایا کرتی تھیں۔

بعدۂ حضور انور نے مکرم نورالحق مظہر صاحب لاہور، مکرمہ امۃ الحفیظ نکہت صاحبہ ربوہ کا ذکر خیر فرمایا اور نماز جمعہ کے بعد تمام مرحومین کی نماز جنازہ غائب ادا کی۔

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad